1919

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،6۔جنوری 2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات مال و کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

امن عامہ پر عام بحث جاری رہے گی / سمیٹی جائے گی۔

1921

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بتیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،6۔جنوری 2012

(یوم الجمع،11۔صفر المظفر 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 9 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿37﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ
الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ
وَقَالَ صَوَابًا ﴿38﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ
مَاٰبًا ﴿39﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ
يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿40﴾

سُوْرَةُ النَّبَاِ 37تا40

وہ جو آسمانوں اور زمین اور جو ان دونوں میں ہے سب کا مالک ہے بڑا مہربان کسی کو اس سے بات کرنے کا یارانہ ہو گا(37) جس دن روح (الامین)اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے تو کوئی بول نہ سکے گا مگر جس کو (خدائے رحمٰن)اجازت بخشے اور اس نے بات بھی درست کہی ہو(38) یہ دن برحق ہے۔پس جو شخص چاہے اپنے پروردگار کے پاس ٹھکانہ بنالے(39) ہم نے تم کو عذاب سے جو عنقریب آنے والا ہے آگاہ کر دیا ہے جس دن ہر شخص ان (اعمال) کو جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے دیکھ لے گا اور کافر کہے گا کہ اے کاش میں مٹی ہوتا (40)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

وہ جو چاہیں چاند کو توڑ دیں اُنہیں اختیار دیا گیا
وہ پھر اُس کے ٹکڑوں کو جوڑ دیں اُنہیں اختیار دیا گیا

صلوا علیہ وآلہ

جو علی کی عصر قضا ہوئی تو وہ وقت پر ہی ادا ہوئی
چُھپے آفتاب کو موڑ دیں اُنہیں اختیار دیا گیا

صلوا علیہ وآلہ

لکھو ناز ش اُن کا یہ معجزہ، کہ کسی کی آنکھ نکل گئی
وہ لعاب پاک سے جوڑ دیں، اُنہیں اختیار دیا گیا

سوالات

(محکمہ جات مال وکالونیز)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ مال وکالونیز سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! Question No. 3256

پی پی۔227 میں عرصہ تین سال سے زائد تعینات پٹواریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3256: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر مال وکالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔227 پاکپتن میں کتنے پٹواری تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں اور کیوں؟

(ب) کیا اعلیٰ حکام ان کو جو عرصہ تین سال کی سروس ایک ہی جگہ پوری کر چکے ہیں ان کو ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) 09-2008 میں مذکورہ حلقے کے پٹواریوں نے کتنا ریونیو خزانہ میں جمع کروایا علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) مذکورہ پٹواریوں کے تحت کتنا رقبہ آتا ہے، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ہ) پی پی۔227 میں کتنے پٹواریوں کے خلاف کرپشن کتنے کتنے عرصہ سے سرکاری فرائض میں غفلت و دیگر کیسز زیر غور ہیں آگاہ کریں؟

وزیر مال وکالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) 19 پٹواریان تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں جن کو بوجہ پابندی تبادلہ جات از اں حکومت پنجاب تبدیل نہ کیا جا سکا ہے۔

(ب) سرکاری ملازمین کے تبادلہ جات پر عائد پابندی ختم ہونے پر فوری کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ج) سال09۔2008میں حسب ذیل ٹیکس خزانہ سرکار میں جمع کرایا گیا ہے۔

زرعی ٹیکس	آبیانہ	فیس انتقالات واجرت نقول
34,42,946/۔	58,71,960/۔	1,89,30,170/۔

کل رقم۔/28244476روپے سال09۔2008میں حلقہ پی پی۔227سے وصولی کرکے داخل خزانہ سرکار کرائی گئی ہے۔

(د) تفصیل(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) حلقہ پی پی۔227میں تعینات پٹواریان میں سے ماسوائے یونس بیگ پٹواری حلقہ SP/17 کسی کے خلاف کرپشن یا سرکاری فرائض میں غفلت پر مقدمہ درج نہ ہوا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید:جناب سپیکر!محکمہ کے جواب کے مطابق ٹرانسفر پر پابندی ہے۔پہلی بات تو یہ ہے کہ میرا سوال2009کا ہے تو اُس وقت میں نے جن پٹواریوں کے بارے میں پوچھا تھا اُن کو تین سال کا عرصہ گزر چکا تھا،اب مزید تین سال کے بعد اس سوال کی باری آئی ہے تو میں اس کا latest status جاننا چاہوں گی کہ کیا یہ پٹواری اب بھی وہیں موجود ہیں اور اُن کی بدعنوانیاں ابھی تک متواتر جاری ہیں؟

جناب سپیکر:جی،راناصاحب!

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!حکومت پنجاب کی Appointment and Transfer/Posting Policyکے تحت تین سال کے عرصہ کا ذکر ہے لیکن انتظامی وجوہات کی بناء پر کسی بھی ملازم کا تین سال سے پہلے بھی ٹرانسفر ہو سکتا ہے اور اُسے تین سال کے بعد بھی اُسی جگہ رکھا جا سکتا ہے تو اس لئے ان پٹواریوں کی اکثریت وہیں پر اپنی خدمات انجام دے رہی ہے کیونکہ یہ ایک ڈسٹرکٹ اور تحصیل کیڈر کی postہے۔ان کی postingڈسٹرکٹ کے باہر نہیں ہو سکتی۔انہوں نے اسی ڈسٹرکٹ میں ساری سروس کرنی ہوتی ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید:جناب سپیکر!کیا وزیر قانون بتانا پسند کریں گے کہ کیا ان کی بہت اچھی خدمات ہیں جن کی وجہ سے انہیں تبدیل نہیں کیا جا رہا،کیا اب بھی وہ وہاں موجود ہیں،اس کے علاوہ یونس بیگ پٹواری جن کے خلاف جو مقدمہ درج ہوا تھا اس کا statusکیا ہے اور کیا ان پر حاضر سروس مقدمہ ابھی تک چل رہا ہے؟

جناب سپیکر:جی،راناصاحب!

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!19پٹواری ہیں ان کی موجودہ posting کی فہرست میرے پاس موجود ہے۔ میں معزز ممبر کو یہ فراہم کر دیتا ہوں۔ جہاں تک انہوں نے particularly اس کیس کے بارے میں پوچھا ہے تو سوال میں اس طرح کی information طلب نہیں کی گئی تھی۔ یونس بیگ پٹواری کے خلاف ہی مقدمہ درج ہے جو کہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: کیا تین سال بعد بھی محکمہ کو معلوم نہیں ہے؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی اس کا مقدمہ عدالت میں pending ہے اور اسے سزا نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 5855 ہے۔(معزز ممبر نے محترمہ نگہت ناصر شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

فوج کے زیر استعمال زمین کی تفصیلات

*5855: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کل کتنے ایکڑ زمین پر فوج فصل کاشت کرتی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ میں 18000 ایکڑ زمین فوج کے زیر استعمال ہے؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان):

(الف)

- ضلع لاہور • رقبہ بروئے ایکڑ • 10754
- شیخوپورہ • رقبہ بروئے ایکڑ • 3626
- قصور • رقبہ بروئے ایکڑ •
  - فوج کے زیر کاشت رقبہ نہ ہے۔
- ننکانہ • رقبہ بروئے ایکڑ • //
- ساہیوال • رقبہ بروئے ایکڑ • 2262 کنال
- پاکپتن • رقبہ بروئے ایکڑ • 5111
- اوکاڑہ • رقبہ بروئے ایکڑ • 43494 ایکڑ

- وزارت دفاع (فوج) کے زیر انتظام واستعمال ہے

ملتان	
خانیوال	5273
وہاڑی	44K-16M
لودھراں	14K-04M
بہاولپور	جواب موصول نہ ہوا ہے
بہاولنگر	ایضا
رحیم یار خان	6839ایکڑ
چولستان	204330
ڈیرہ غازی خان	فوج کے زیر کاشت کوئی رقبہ نہ ہے
مظفر گڑھ	31837-4K-13Mایکڑ
لیہ	فوج کے زیر کاشت کوئی رقبہ نہ ہے
راجن پور	ایضا
سرگودھا	ایضا
میانوالی	ایضا
بھکر	ایضا
خوشاب	ایضا
فیصل آباد	فوج کے زیر کاشت کوئی رقبہ نہ ہے
جھنگ	33685
ٹوبہ ٹیک سنگھ	2813
چنیوٹ	فوج کے زیر کاشت کوئی رقبہ نہ ہے
ضلع گوجرانوالہ رقبہ بروئے ایکڑ	
گجرات	978
سیالکوٹ	1165۔7۔6
حافظ آباد	11690کنال
نارووال	1518کنال
منڈی بہاؤالدین	9112
راولپنڈی	جواب موصول نہ ہوا ہے
جہلم	680
چکوال	فوج کے زیر کاشت کوئی رقبہ نہ ہے
اٹک	231

(ب) فوج کے زیر انتظام درج ذیل رقبہ ہے۔

I	ملٹری فارم گروپ اوکاڑہ	17013ایکڑ
II	ملٹری فارم گروپ رینالہ	3193ایکڑ
III	Steed سٹڈ گرافٹ	12308ایکڑ

IV	آرمی سٹڈ فارم پروین آباد	5434ایکڑ
V	آرمی ویلفیئر سکیم	1001ایکڑ
VI	سنگل سکوائر ہارس بریڈنگ سکیم	13850ایکڑ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جواب اکتوبر2010 میں موصول ہوا تھا جس کے جز(الف) میں تفصیل دی گئی ہے اور بہاولپور کے متعلق لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا تو کیا آج 2012 میں یہ جواب موصول ہو گیا ہے کہ بہاولپور میں کتنا رقبہ فوج کے زیر استعمال ہے؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب یہ جواب موصول ہوا تھا تو قصور کا بھی جواب نہیں آیا تھا تو قصور میں 5217ایکڑ اراضی فوج کے زیر تصرف، زیر کاشت یا زیر قبضہ ہے۔ اسی طرح بہاولپور میں 7287ایکڑ 17مرلے فوج کے پاس ہے۔ اس وقت بہاولنگر کا بھی جواب موصول نہیں ہوا تھا تو یہ 6780ایکڑ تھا۔ اسی طرح کچھ اور اضلاع کے متعلق بھی جواب موصول نہیں ہوا تھا۔ اب میرے پاس مکمل فہرست موجود ہے۔ پنجاب میں 3,95,575ایکڑ 5کنال 16مرلے زرعی اراضی فوج کے زیر تصرف ہے جس میں سے وہ کچھ رقبے پر کاشت بھی کرتے ہیں اور کچھ رقبے کو دیگر استعمال میں لاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز(الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ ننکانہ، ساہیوال، پاکپتن اور اوکاڑہ میں فوج کے زیر کاشت رقبہ نہ ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اب یہ کس کے زیر کاشت ہے اور اس کی آمدن کتنی ہے؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جواب میں ہی درج ہے کہ وزارت دفاع(فوج) کے زیر انتظام و استعمال ہے۔ اب اس میں یہ ہے کہ وہ اس پر کاشت کریں یا کسی اور مقصد کے لئے اپنے تصرف میں لائیں۔ وہ اسے مختلف ضروریات کے تحت استعمال کرتے ہیں۔ اگر وہ کاشت کرتے ہیں تو اس کی آمدن کا حساب انہی کے پاس ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(الف) میں پوچھا گیا ہے کہ پنجاب میں کل کتنے ایکڑ زمین پر فوج فصل کاشت کرتی ہے۔ اس کے جواب میں بہاولپور جہاں پر سب سے زیادہ زمین فوج کے زیر قبضہ ہے بلکہ مختلف categories میں انہوں نے اس پر قبضہ بھی کر رکھا ہے اور ملکیت بھی حاصل کر رکھی ہے، جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ "پنڈاں دے پنڈاں تے ایہناں دا قبضہ اے تے لمبرداریاں

موجود نہیں" مجھے حیرت ہے کہ اس کا جواب کیوں موصول نہیں ہوا؟ اس کا جواب دانستہ نہیں دیا گیا، میرا پرزور اصرار ہے کہ وزیر موصوف اس پر کچھ فرمائیں کہ اس کا جواب کیوں نہیں آیا؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ بہاولپور میں 7287ایکڑ17 مرلے اور بہاولنگر میں 6780ایکڑ رقبہ فوج کے زیر قبضہ ہے۔ میرے پاس اب پورے پنجاب کی فہرست موجود ہے جس کے مطابق3,95,575ایکڑ 5 کنال 16 مرلے جگہ فوج کے زیر قبضہ اور زیر استعمال ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اکثر اسمبلی میں ایسے جواب آتے ہیں جیسے یہ جواب بھی 2010 میں موصول ہوا اور اب یہ اسمبلی بزنس میں 2012 میں شامل ہوا ہے۔ ان دو سالوں یا اس عرصے کے اندر زمینی حقائق تبدیل ہو چکے ہوتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر یہ ممکن ہو کہ جب ہم ان کو circulate کریں تو اس وقت جو latest جواب ہو اس کو print کریں۔ وزیر صاحب کے پاس یہ جواب تقریباً ایک دو دن پہلے ہی آ گیا ہو گا اور انہوں نے تیاری کی ہو گی اس لئے جب محکمے وزراء کو جواب دیں۔۔۔

جناب سپیکر: Latest position کا پتا کر کے آیا کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! latest position ہی circulate ہونی چاہئے۔ یہاں جو چھپی ہوئی کاپی ممبران کے لئے تقسیم کی جاتی ہے تو latest جواب اس میں شامل ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر: جب تتمہ لگایا جاتا ہے تو اس میں لکھ دیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں شاید اپنی بات نہیں سمجھا سکا۔ منسٹر صاحب کو یہ جواب دو تین دن پہلے ملا ہو گا تو جب دو تین دن پہلے ہی updated جواب منسٹر صاحب کو ملا تو وہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں بھی آ جایا کرے۔ میری یہ عرض ہے۔

جناب سپیکر: سوالات کے اسمبلی میں آنے سے 48 گھنٹے پہلے اگر محکمہ میرے سٹاف کو جواب بھجوا دیں تو وہ جواب سوالات و جوابات کی کاپی میں شائع ہو سکتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ محکمہ منسٹر صاحب کے ساتھ ساتھ اسمبلی سیکرٹریٹ کو بھی updated جواب دے دیا کرے تاکہ یہ شائع ہو کر سب میں circulate ہو جائیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔یہ circulate کریں گے۔اگلا سوال محترمہ مائزہ حمید صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 6850

(معزز ممبر نے محترمہ مائزہ حمید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: آپ میری ایک بات سن لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ممبران نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کے behalf پر سوال لے رہے ہیں۔اگر آپ کے سوال آئیں گے تو پھر ان میں سے drop کرنا پڑے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ اس اسمبلی کے functions میں سے ایک بہت اہم function یہ بھی ہے کہ ہم ان سوالات کے ذریعے حکومت اور بیوروکریسی۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کو یہ نہیں کہہ رہا try to understand کیا آپ کا آگے کوئی سوال تو نہیں ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ اس وقت اسمبلی کے ممبران کی تعداد کم ہے۔اگر کوئی سوال اس میں بنتا ہے تو ہم سارے ممبر اس میں سے پوچھ لیں گے تو اسمبلی کا function جو حکومت کی کارکردگی کو چیک کرنے کا ہے، وہ صحیح طریقے سے ہو سکے گا۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: سوال نمبر 6850 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ای ڈی او (آر) رحیم یار خان کے پاس اشتمال کے زیر کارروائی کیسوں کی تفصیلات

*6850: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ای ڈی او (آر) رحیم یار خان کی عدالت میں اس وقت اشتمال کے کتنے کیس زیر کارروائی ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے کیس کن کن وجوہات کی بناء پر زیر التواء ہیں ان کی علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) ان کیسوں کو کب تک نمٹادیا جائے گا، آگاہ فرمائیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ای ڈی او (آر) رحیم یار خان کی رپورٹ کے مطابق 115 کیس زیر کارروائی ہیں۔

(ب)

(1) عدالت ای ڈی او (آر) میں بروز سوموار، بدھ اور جمعرات کے دن مال واشتمال کے کیسوں کی سماعت کی جاتی ہے جن میں سوموار اور جمعرات کے دن اشتمال کے کیسوں کے لئے مخصوص ہیں۔ زیر کارروائی کیس بوجہ آئے دن ہڑتال وکلاء صاحبان فیصلہ نہ ہو رہے ہیں۔

(2) مزید برآں دیگر سرکاری امور از قسم وصولی زرعی انکم ٹیکس و وصولی مطالبہ سرکار وغیرہ کی انجام دہی کی وجہ سے منگل اور جمعہ کے ایام میں سماعت نہ کی جاتی ہے۔

(3) 115 کیس زیر تصفیہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

27 ابتدائی سماعت

46 طلبی ریسپانڈنٹس

42 بحث

(ج) زیر تصفیہ کیسوں میں سب سے زیادہ اہمیت برائے کیسوں کو نمٹانے کے لئے دی جاتی ہے مابعد نئے کیسوں کو مرحلہ وار سماعت کے لئے ترجیح دی جاتی ہے تاہم pending کیسوں کو کوشش کر کے جلد از جلد نمٹایا جائے گا۔ اس کے لئے وکلاء صاحبان کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ اپنا اپنا مؤقف بصورت تحریری بحث ریکارڈ پر لائیں تاکہ ان کی عدم موجودگی میں بھی فیصلہ جات کو ممکن بنایا جائے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری پھر وہی گزارش ہے کہ اس سوال کا جواب 2010 میں آیا اور آج 2012 میں اسمبلی کے floor پر پیش ہو رہا ہے۔ اس کے جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ ای ڈی او (ریونیو) رحیم یار خان کی رپورٹ کے مطابق 115 کیس زیر کارروائی ہیں۔ منسٹر صاحب بتا دیں کہ یہ کیس 2010 میں 115 تھے اور اب دو سال بعد کتنے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ابھی پوچھ لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر وہی بات کہ جب سوالوں کے جواب پرانے ہو جاتے ہیں تو انہیں update بھی کر دیا کریں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ نے جو جواب پڑھا ہے وہ بھی ٹھیک ہے مگر منسٹر صاحب latest جواب لے کر ایوان کو بتائیں گے کہ یہ جواب ہمارے پاس آیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کی بات بالکل درست ہے۔ میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ محکموں کو ہدایت کریں کہ وہ 48 گھنٹے پہلے اسمبلی سیکرٹریٹ کو updated position دیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس بات کو میرے دفتر والے note کریں اور circulate کر دیں۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا latest جواب میں پڑھ دیتا ہوں کہ عدالت ای ڈی او (ریونیو) میں بروز سوموار، بدھ اور جمعرات کے دن مال و اشتمال کے کیسوں کی سماعت کی جاتی ہے جن میں سوموار اور جمعرات کے دن اشتمال کے کیسوں کے لئے مخصوص ہیں۔ زیر کارروائی کیسوں کا بوجہ آئے دن ہڑتال وکلاء صاحبان فیصلہ نہ ہو رہا ہے۔ مزید برآں دیگر سرکاری امور از قسم وصولی زرعی انکم ٹیکس و وصولی مطالبہ سرکار وغیرہ کی انجام دہی کی وجہ سے منگل اور جمعہ کے ایام میں سماعت نہ کی جاتی ہے۔ جو کیس اب pending ہیں اُن میں سے 27 ابتدائی سماعت میں ہیں، 46 طلبی despondence ہیں اور 42 کیس برائے بحث ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جز (الف) میں 115 کیسوں کا بتایا گیا ہے مگر لاء منسٹر صاحب نے جز (ب) پڑھ دیا ہے۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ سال 2010 میں 115 کیس تھے مگر اب 2012 میں کتنے ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کچھ کیسوں کے فیصلے ہو جاتے ہیں اور کچھ نئے کیس دائر ہوتے ہیں۔ اب اس وقت pending کیسوں کا ٹوٹل 125 ہے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ یہ بتادیں کہ decided کیس کتنے ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان میں 15 کے قریب کیس decide ہوئے ہیں اور 25 کیس نئے دائر ہوئے ہیں لہذا اس طرح سے اب pending کیسوں کا status ای ڈی او (آر) کی عدالت میں 125 کا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ مائزہ حمید صاحبہ کی طرف سے ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ اگلے سوال پر کر لیجئے گا کیونکہ میں اگلا سوال بول چکا ہوں۔ آپ ایسا نہ کیا کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تو مائزہ حمید والے سوال کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، یہ سوال بھی محترمہ مائزہ حمید صاحبہ کا ہی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پھر آپ نے کہنا ہے کہ یہ relevant نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں کہوں گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: On her behalf سوال نمبر 6851 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ مائزہ حمید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع رحیم یار خان، اشتمال کے پٹواریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6851: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع رحیم یار خان میں اشتمال کے کتنے پٹواری تعینات ہیں ان کے نام، ڈومی سائل، پتا جات اور تعلیم سے آگاہ کریں؟

(ب) ان پٹواریوں میں سے کتنے پٹواریوں کی تعلیمی اسناد کی تصدیق کروائی گئی ہے اور کن کن پٹواریوں کی اسناد جعلی پائی گئی ہیں ان کے نام کیا ہیں اور جعلی اسناد پر ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ای ڈی او (آر) رحیم یار خان کی رپورٹ کے مطابق

نمبر شمار	نام پٹواری	ڈومیسائل	پتا جات	تعلیم
1	اللہ نواز	رحیم یار خان	مکان نمبر۔179 بی بلاک x سکیم نمبر 2 گلشن اقبال رحیم یار خان	میٹرک
2	عبدالستار	رحیم یار خان	مدینہ کالونی خان بیلہ ڈاک خانہ خاص تحصیل لیاقت پور	میٹرک
3	محمد ہاشم	رحیم یار خان	موضع ڈنڈن اوٹ ڈاک خانہ ترنڈہ محمد پناہ تحصیل لیاقت پور	میٹرک
4	ظفر اقبال	رحیم یار خان	مکان نمبر 117 کالج روڈ لیاقت پور	ڈی کام
5	محمد ظفر	رحیم یار خان	بستی سیال امام بخش اونٹر ڈاک خانہ بیلہ تحصیل لیاقت پور	میٹرک
6	شوکت علی	بہاولپور	گلی نمبر 2 محلہ اقبال نگر رحیم یار خان	میٹرک
7	ممتاز احمد	رحیم یار خان	بستی پنواراں تاج گڑھ تحصیل رحیم یار خان	میٹرک

(ب) ان پٹواریوں کی تعلیمی اسناد کی تصدیق نہ کروائی گئی ہے البتہ کسی پٹواری کی سند جعلی ہونے کی بابت کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ پٹواریوں کی تعلیمی اسناد کی تصدیق نہ کروائی گئی ہے البتہ کسی پٹواری کی سند جعلی ہونے کی بابت کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جواب 2010 کا ہے مگر اب تک کیا پٹواریوں کے خلاف کسی بھی طریقے کی کوئی شکایت موصول ہوئی ہے تو اُن کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے کیونکہ پٹواریوں کے حالات سے سب واقف ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آگے ایک سوال ہے جس میں یہی پوچھا گیا ہے۔ جب پٹواری یا کسی بھی سرکاری ملازم کی تعیناتی ہوتی ہے تو اس کے appointment letter جاری ہونے سے پہلے اس کے تمام کوائف کی تصدیق کروائی جاتی ہے لیکن جب appointment کے بعد کوئی ملازم سروس میں آ جائے تو پھر اُس کے بعد کوئی شکایت ہو تو اس کو check کروایا جاتا ہے مگر شکایت نہ ہو تو بوقت appointment کرائی گئی تصدیق کو ہی صحیح گردانا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ابھی لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ای ڈی او (آر) کی عدالت میں کچھ کیس pending ہیں جو انہوں نے updated جواب دیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ای ڈی او (آر) کی عدالتوں کو ختم ہوئے یا اُس پوسٹ کو ختم ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ای ڈی او (آر) کی عدالت کا میرے بھائی کو معلوم ہو گا کہ اسی معزز ایوان نے کچھ amendments کی ہیں جن کی بنیاد پر ای ڈی او (آر) کی عدالت ختم نہیں ہوئی مگر ای ڈی او (آر) کا عہدہ ڈی سی او میں ضم ہو گیا ہے۔ تمام کیس ڈی سی او اور ایڈیشنل کمشنر اشتمال کے پاس چلے گئے ہیں جو ان کیسوں کی سماعت کرتے ہیں۔ ای ڈی او (آر) کا عہدہ ختم ہونے سے کیس ختم نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال چوہدری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: On his behalf سوال نمبر 7165 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے چودھری محمد اسداللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے لیکن اب آگے آپ کسی سوال پر ضمنی سوال نہیں کر سکیں گی کیونکہ پہلے ہی آپ کے دو سوال ہو گئے ہیں۔

ضلع حافظ آباد۔رجسٹری فیس کی مد میں آمدن کی تفصیلات

*7165: **چودھری محمد اسداللہ:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

سال 2007 تا 2009 ضلع حافظ آباد میں رجسٹری فیس کی مد میں حکومت کو سال وار جو آمدن ہوئی اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

ضلع حافظ آباد میں رجسٹری فیس کی مد میں سال 09-2007 کے دوران۔/8,35,54,812 روپے آمدن ہوئی ہے۔

سال 2007	۔/2,26,00,528 روپے
سال 2008	۔/3,26,32,274 روپے
سال 2009	۔/2,83,22,010 روپے
میزان	۔/8,35,54,812 روپے

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جواب میں دی گئی تفصیل کے مطابق سال 2008 میں رجسٹری فیس کی مد میں جو آمدن بتائی گئی ہے وہ 3 کروڑ 26 لاکھ 32 ہزار 274 روپے ہے جو سال 2009 میں کم ہو کر 2 کروڑ 83 لاکھ 22 ہزار 10 روپے رہ گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آمدن میں کمی کی کیا وجوہات ہیں اور آئندہ اس ریونیو کو بڑھانے کے لئے کیا اقدامات کر رہے ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ 2007 تا 2009 ضلع حافظ آباد میں رجسٹری فیس کی مد میں حکومت کو سال وار جو آمدن ہوئی ہے اس کی تفصیل بیان فرمائیں۔ رجسٹریشن فیس کے حوالے سے میں عرض کرتا ہوں کہ اگر زیادہ رجسٹریاں ہوں گی تو اس کے مطابق فیس کی مد میں زیادہ آمدن ہو گی اور اگر کسی سال خرید و فروخت کم ہوتی ہے تو آمدن بھی کم ہو جاتی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ اجازت فرمائیں کہ میں بعد میں بھی ضمنی سوال کر سکوں۔

جناب سپیکر: جی، ضرور کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پچھلے کسی اجلاس میں شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ایک تحریک التوائے کار آئی تھی کہ زبانی انتقال کو ختم کر کے رجسٹری کا قانون نافذ کیا جائے جس پر وزیر موصوف نے ریونیو بورڈ کا یہ بیان پڑھ کر سنایا تھا کہ ہم زبانی انتقال کو ختم نہیں کر سکتے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر زبانی انتقال کو ختم کریں گے تو لوگ رجسٹری کی طرف آئیں گے اور حکومت کی آمدنی بڑھے گی۔ زبانی انتقال سے چونکہ تمام آمدنی پٹواریوں یا تحصیل داروں کو جاتی ہے اور پتا نہیں اس کے حصے کہاں کہاں پر پہنچتے ہیں؟

جناب سپیکر: لوگوں کے basic rights ختم نہ کریں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! زبانی انتقال کا سسٹم لوگوں کی سہولت کے لئے رکھا گیا ہے جس پر fees charge ہوتی ہے مگر اس میں کوئی over and above charge کرے یا کرپشن ہو تو وہ ایک علیحدہ چیز ہے لیکن یہ لوگوں کی سہولت کے لئے ہی ہے۔ اگر اس ایوان میں کوئی معزز ممبر متعلقہ قانون میں کوئی amendment لانا چاہے تو اس کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: پہلے ہی بہت کچھ ہو چکا ہے اور لوگ بڑے پریشان ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جیسے لاء منسٹر صاحب نے بھی کہا ہے کہ یہ basic rights میں آتا ہے اس لئے اسے ختم نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس سے کافی غریب لوگ مستفید ہو رہے ہیں اور پہلے ہی کسانوں اور زمینداروں پر اس قسم کے ٹیکسوں کا بوجھ ہے جو برداشت نہیں کر پا رہے۔ اگر یہ ختم کر دیا گیا تو میرے خیال میں ان کے معاشی قتل کے مترادف ہوگا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال بھی چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: On his behalf سوال نمبر 7188 ہے۔ (معزز خاتون ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کتنے سوال کر چکی ہیں؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! ابھی ایک ہی سوال کیا تھا۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: اس سوال کے بعد نہیں ہوگا۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔
جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

قدرتی آفات سے تحفظ فراہم کرنے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*7188: رانا آصف محمود: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
کسی قدرتی آفت یا انسانوں کی پیدا کردہ کسی تباہی سے شہریوں کے تحفظ کو یقینی بنانے کی غرض سے صوبہ پنجاب میں صوبائی اور ضلعی سطح پر کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):
صوبہ پنجاب میں قدرتی آفات سے نمٹنے کے لئے محکمہ ریلیف اینڈ کرائسز مینجمنٹ موجود ہے جبکہ پراونشل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی و ڈسٹرکٹ ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹیز کا قیام بھی عمل میں لایا جارہا ہے اس کے علاوہ صوبہ پنجاب کے ہر ضلع میں ایمرجنسی سروس (1122) کا قیام بھی عمل میں لایا جاچکا ہے اور حکومت پنجاب لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کے لئے بہتر سے بہتر تجاویز پر غور کر رہی ہے اور عمل پیرا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عائشہ جاوید: جواب میں ہے کہ Provincial Disaster Management Authority کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ Provincial Disaster Management Authority کو بنے ہوئے بہت سال ہو گئے ہیں اور ہم ابھی Provincial Disaster Management کے اوپر ہی بیٹھے ہوئے ہیں بلکہ ہمیں تو ضلعی سطح پر سے لے کر نیچے جانا چاہئے تھا تو وزیر موصوف بتائیں گے کہ ابھی یہ کہاں تک پہنچا ہے کیونکہ ہمارے ہاں آئے روز قدرتی آفات اور national calamities سے ہمیں بہت problem سے واسطہ پڑتا ہے This is something very important.

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Provincial Disaster Management Authority کا قیام عمل میں لایا جاچکا ہے اور خالد شیر دل اس کے ایم ڈی ہیں اور بہت موثر طریقے سے یہ اتھارٹی کام کر رہی ہے۔ ضلعی سطح پر ڈی سی اوز کو اس اتھارٹی کا حصہ بنایا گیا ہے اور سیلاب زدہ علاقوں

میں rehabilitation اور بلکہ سندھ میں اس سال بارشوں کی وجہ سے ہونے والی تباہی کے بعد وہاں سندھ میں بھی جا کر Provincial Disaster Management Authority نے بہت valuable کام کیا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! وزیر موصوف بتائیں کہ ضلعی سطح پر اس کی تشکیل ہوئی ہے یا صوبائی سطح پر ہی چل رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ صوبائی سطح کی اتھارٹی ہے اور ضلعی سطح پر ایڈمنسٹریشن اس کا حصہ ہے اور اس کا علیحدہ سے پورا ایک infrastructure بنانا مالی وسائل پر بوجھ ہوگا جس کا کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہو سکے گا۔ صوبائی سطح پر اس اتھارٹی کا set up ہے اور نیچے ایڈمنسٹریشن اس کا حصہ ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 7284 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ خدیجہ عمر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں پٹواریوں کے کورس کا اجراٗ و دیگر تفصیلات

*7284: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1995 سے آج تک صوبہ پنجاب میں مال پٹواری اور نہری پٹواری کے کورس کا کتنی بار اجراء کیا گیا اور کہاں کہاں کورس کروائے گئے؟

(ب) کل کتنے لوگوں نے ان کورسز کے لئے داخلے لئے اور کتنے لوگوں کو پٹوار کورس کی اسناد جاری کی گئیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں بے شمار مال و نہری پٹواری جعلی اسناد پر کام کر رہے ہیں، حکومت ان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) سال 1996 میں صوبہ پنجاب میں آٹھ پٹوار سکول پتوکی، لالہ موسیٰ، اٹک، میانوالی، جڑانوالہ، ملتان، مظفر گڑھ اور چشتیاں کھولے گئے 1996 کے بعد تا حال کسی پٹوار سکول کا اجراء نہ ہوا ہے جبکہ محکمہ نہر سے نظامت ہذا کا تعلق نہیں ہے۔

(ب) سال 1996 میں آٹھ پٹوار سکولوں کی فہرست درج ذیل ہے۔

نام پٹوار سکول	پاس امیدواران	فیل امیدواران	کل امیدواران
پتوکی	730	277	997
لالہ موسیٰ	950	57	1007
اٹک	797	326	1123
میانوالی	671	337	1008
جڑانوالہ	813	192	1005
ملتان	799	207	1006
مظفر گڑھ	865	125	990
چشتیاں	908	99	1007
ٹوٹل	6533	1610	8143

(ج) بعد ازاں تصدیق تعلیمی اسناد پٹوار پاس امیدواران کا نتیجہ شائع کیا گیا تھا جس بناء پر متعلقہ ضلع کلکٹر نے اسناد پٹوار کامیاب امیدواران کو جاری کیں۔ بورڈ آف ریونیو کے رُوبرُو جعلی سند کا کوئی واقعہ سامنے نہیں آیا ہے اور اگر کوئی ایسا واقعہ سامنے آیا تو قواعد کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پٹواریوں کے بارے میں سوال ہے کہ انہیں جو ٹریننگ اور اسناد دی جاتی ہے تو جز (ج) میں پوچھا ہے کہ جعلی اسناد پر کچھ لوگ کام کر رہے ہیں تو کافی ساری رپورٹیں ہیں اور ہمارے ہاں بھی پہلے یہ rule تھا کہ پارلیمنٹ میں اگر کسی ایم پی اے کی ڈگری جعلی ہے تو جب تک پوائنٹ آؤٹ نہیں ہو گی تب تک چیک نہیں ہو گی لیکن پھر اسے تبدیل کر کے ایک بالعموم پالیسی اختیار کی گئی اور سب کو چیک کیا گیا تو کیا محکمہ ان پٹواریوں کی بھی اسی طرح بالعموم اسناد چیک کرنے کے لئے تیار ہے کیونکہ جعلی اسناد والے موجود ہیں، ایک ایک کو چن چن کر نکالنے کے procedure کو ہی adopt کریں گے یا کوئی ایسا طریقہ ہے کہ سب کی بالعموم چیک کی جائیں؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بڑی وضاحت سے سوال کے جز(ج) میں عرض کیا گیا ہے کہ "بعدازاں تصدیق تعلیمی اسناد پٹوار پاس امیدواروں کا نتیجہ شائع کیا گیا تھا" یعنی جو لوگ بطور پٹواری in role یا بھرتی ہوئے، اس کے بعد جب انہوں نے پٹوار کورس کیا تو ان کے یہ مکمل کوائف چیک کرنے کے بعد نتیجہ شائع کیا گیا۔ اب اس کے بعد کسی شکایت پر ہی کارروائی ہو سکتی ہے۔ جہاں تک انہوں نے پارلیمنٹ کی بات کی ہے تو یہاں پر بھی ایسے ہی ہے کہ جب آپ اپنے کاغذات نامزدگی داخل کرتے ہیں تو اس وقت اگر ریٹرننگ آفیسر اور پریذائیڈنگ آفیسر کی تصدیق ہو جائے تو اس وقت تک اسے ہی مقدم جانا جاتا ہے جب تک کوئی complaint نہ ہو اور چونکہ ہم نے ایک دوسرے کے خلاف الیکشن contest کرنا ہوتا ہے تو پھر defeated candidates عدالت میں جاتے ہیں کہ سند جعلی تھی، یہ ہو گیا اور وہ ہو گیا جس کی بنیاد پر پھر دوبارہ تصدیق کا عمل شروع ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ "ان کو پورے وثوق سے کہہ رہے ہیں" کیا وہ بالکل positive ہیں کہ جعلی اسناد اس procedure سے گزر چکی ہیں اور جعلی اسناد کا کوئی وجود نہیں ہے، مجھے تو اس بات کی سمجھ آئی ہے کہ وہ اسے دیکھنے کو بھی تیار نہیں ہیں، یہ ایوان ہے جس میں ایک public representative کے طور پر جب میں اپنی ایک apprehension point out کر رہی ہوں تو کیا اس کا جواب یہ دے رہے ہیں کہ "ان کو پورے وثوق سے کہہ رہے ہیں کہ تمام پٹواری ٹھیک ہیں" اور کیا چیک کرنے کی گزارش کو overrule نہیں کر رہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ نہیں کہہ رہا بلکہ میں کہہ رہا ہوں کہ تمام پٹواریوں کے کوائف چیک کرنے کے بعد پوسٹنگ آرڈر انہیں جاری کئے گئے ہیں۔ اب اگر کسی particular معاملے پر محترمہ کی reservation ہے تو وہ فرمائیں، اس کی تصدیق کروا لیتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) میں انہوں نے یہ بتایا کہ 1996 کے بعد تا حال کسی پٹوار سکول کا اجراء نہ ہوا۔ اس کے بعد سکول نہیں بنے اور ان سکولوں میں جو امتحانات ہوئے تو پٹواریوں کا آخری امتحان کب ہوا تھا اور کیا کوئی ضمنی امتحان بھی ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ جواب بڑا واضح ہے کہ سال 1996 میں صوبہ پنجاب میں آٹھ پٹوار سکول جن کا آگے ذکر ہے، کھولے گئے۔1996 کے بعد تاحال کسی پٹوار سکول کا اجراء نہ ہوا ہے کیونکہ اس کے بعد پٹواری بھرتی ہوئے ہیں اور نہ ہی اس قسم کے کسی سکول کا اجراء ہوا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!1996 کے بعد امتحان ہی نہیں ہوا اور یہی آخری امتحان تھا کیونکہ 8 ہزار میں سے 6533 پٹواری پاس اور سند یافتہ ہیں، کیا ان میں سے کوئی ریٹائر نہیں ہوا اور کسی کی سند جعلی بھی نہیں ہے تو کتنا اچھا اور شفاف یہ نظام ہے جس کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی؟

جناب سپیکر:ڈاکٹر صاحبہ!سمجھنے کی کوشش کریں۔انہوں نے بتادیا ہے کہ 1996 کے بعد کوئی پٹوار کا سکول نہیں بنایا۔

جناب محمد محسن خان لغاری:ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری:شکریہ۔جناب سپیکر!معزز ممبر کا سوال یہ ہے کہ 1996 کے بعد اگر کوئی پٹوار کا امتحان نہیں ہوا تو کیا اس کے بعد کوئی vacancy بھی خالی نہیں ہوئی، کوئی فوتیدگی ہو جاتی ہے، کوئی ریٹائر ہو جاتا ہے؟

جناب سپیکر:لغاری صاحب!انہوں نے vacancies کی بات نہیں کی۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!انہوں نے یہ بتایا ہے کہ 1996 کے بعد پٹوار کا کوئی امتحان نہیں ہوا اور اگر امتحان نہیں ہوا تو پھر اس کا مطلب ہے کہ لوگ امتحان پاس کریں گے تو ہوگا اور دوسرا ضمنی سوال یہ تھا کہ جو لوگ فیل ہو جاتے ہیں اور ہمیں نہیں پتا کہ جس طرح باقی امتحانات میں ہوتا ہے کہ جب کوئی فیل ہو جاتا ہے تو پھر ضمنی امتحان ہوا کرتا ہے تو صرف ہمارے knowledge اور ہمیں enlighten کرنے کے لئے یہ بتادیں کہ اس کا کوئی ضمنی امتحان ہوتا ہے یا وہ سالانہ امتحان ہی ہوتا ہے؟

جناب سپیکر:رانا صاحب!1610 جو فیل ہو گئے تھے ان کا کوئی دوبارہ امتحان ہوا ہے، ضمنی میں یا کوئی اور طریق کار بنایا ہے؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!جن لوگوں نے پٹوار کورس پاس کیا انہیں appointment letter جاری کر دیئے گئے اور اس کے بعد پٹواریوں کی بھرتی ہوئی ہے اور نہ ہی

دوبارہ پٹوار کورس کا اجراء ہوا ہے۔اس وقت پٹواریوں کی تقریباً40سے45فیصدvacancies خالی ہیں جنہیں fill کرنے کے لئے ایک سمری آج سے دو سال پہلے move ہوئی تھی لیکن حکومت کا یہ فیصلہ تھا کہ چونکہ ریونیو ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کیا جانا ہے اس لئے مزید پٹواریوں کو بھرتی کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!پٹوار کا جو نیا کورس ہو گا جب بھی ہو گا تو کیا اس کے اندر کمپیوٹر کی تعلیم کو incorporate کر دیا گیا ہے اس curriculum کو update کیا ہے؟

جناب سپیکر: ابھی تو انہوں نے کچھ کیا ہی نہیں۔

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جب یہ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو جائے گا تو پھر اس کے بعد ضروری نہیں ہے کہ ان پٹواریوں کو ہی اس کا انچارج بنا دیا جائے۔پڑھے لکھے اور کمپیوٹر کی تعلیم سے آراستہ نوجوانوں کو اس کا انچارج بنایا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!یہ ایوان سفارش کرتا ہے ان کے ڈیپارٹمنٹ کو جب45فیصد سیٹیں خالی ہیں اور اتنے کم لوگ پاس ہوئے اور 17 سال سے کوئی امتحان نہیں ہوا ہے تو اس سسٹم کو کس priority پر یہ look in کریں گے اور کب یہ رپورٹ ہو گی، کیسے ہو گی اور کیسے چیک اینڈ بیلنس ہو گا کیونکہ 17 سالوں میں پٹواریوں کی quality یا ان کی ایجوکیشن کے بارے میں کسی قسم کی تفصیل موجود نہیں ہے تو یہ ایک apprehension ہے پورا land system اس پر depend کرتا ہے۔یہ کب تک اس پر ایکشن کریں گے اور کب تک اس کی latest report دیں گے؟پینتالیس فیصد سیٹیں خالی ہیں۔ جعلی ڈگریوں پر کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں ہے، نئے کورسز نہیں ہوئے ہیں اور سترہ سال سے امتحان نہیں ہوا ہے۔یہ تو بڑی عجیب و غریب سی situation ہے۔

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): چونکہ اس بات پر consensus ہے کہ ریونیو ریکارڈ کو computerized کیا جائے۔جب وہ ہو جائے گا تو اس profession میں ماہر لوگوں کو رکھا جائے گا۔ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ ہم پٹواری کو قائم رکھیں۔جب ریکارڈ computerized ہو جائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پوسٹ کو ختم بھی کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر کا ہے۔۔۔وہ بھی تشریف نہیں رکھتیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!On her behalf

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ! سوال کا نمبر پکاریں۔(معزز خاتون ممبر نے محترمہ خدیجہ عمر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 7719 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع اوکاڑہ، بارڈر ایریا پر سرکاری رقبہ کی تفصیلات

*7719: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع اوکاڑہ کے بارڈر ایریا پر سرکاری رقبہ کتنا ہے؟

(ب) یہ رقبہ خالی پڑا ہے یا کسی کو ٹھیکہ پر دیا گیا ہے اگر ٹھیکہ پر دیا گیا ہے تو اس کا فی ایکڑ سالانہ ٹھیکہ کیا ہے نیز یہ کس کس کو دیا گیا ہے ان کے نام و پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع اوکاڑہ کی تحصیل دیپالپور میں تقریباً 34161 ایکڑ رقبہ انڈیا و پاکستان بارڈر کے پانچ میل کے اندر واقعہ ہے جو کہ بورڈ آف ریونیو پنجاب کے لیٹر نمبر CVI(۔)7935-69/4141 مورخہ 6۔نومبر 1969 کے تحت جنرل ہیڈ کوارٹرز Welfare and Rehabilitation Directorate راولپنڈی کو ملٹری الاٹمنٹ کے لئے ٹرانسفر ہو چکا ہے۔

(ب) رقبہ مذکورہ Welfare and Rehabilitation Directorate GHQ سے بارڈر ایریا کمیٹی کے ذریعے آرمی کے جوانوں، افسران، شہداء کی فیملیز اور آپریشنز کے دوران زخمی افراد کو الاٹ کر دیا گیا ہے جو کہ اس کے موجودہ مالک ہیں۔ کچھ رقبہ جات مختلف مقدمات کی وجہ سے مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ یہ رقبہ بذریعہ پاک رینجرز (پنجاب) عارضی ٹھیکے پر دیا جاتا ہے تاوقتیکہ کیس کا فیصلہ ہو جائے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس میں جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ تقریباً 34161 ایکڑ رقبہ پانچ میل کے اندر اندر ٹرانسفر کیا گیا ہے، کیا یہ سارے کا سارا ہی انہیں دیا گیا یا اس میں سے کچھ بچ بھی گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ایک notification کا حوالہ موجود ہے جو مورخہ 6۔نومبر 1969 کو جاری ہوا تھا جس کے مطابق بارڈر کے پانچ میل کے اندر کا علاقہ وزارت دفاع کے ذریعے فوج کو منتقل ہو جاتا ہے اور پھر انہی کے زیر استعمال رہتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جز(ب) میں دوبارہ پوچھا تھا کہ یہ کس کس کو دیا گیا ہے اس کی تفصیلات فراہم کی جائیں؟ اس کا کوئی annexure آیا اور نہ ہی کوئی لیٹر آیا ہے۔ الاٹی کو رقبہ جو الاٹ کیا گیا اس میں نام پوچھے گئے تھے لیکن وہ نام فراہم نہیں کئے گئے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کے جز(ج) میں پنجاب حکومت کی حد تک عرض کر دیا گیا ہے کہ Welfare and Rehabilitation Directorate GHQ کو رقبہ منتقل ہوا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ رقبہ آرمی کے جوانوں، افسران، شہداء کی فیملیز اور آپریشن کے دوران زخمی ہونے والے افراد کو الاٹ کیا جاتا ہے۔ اب ان کی allotment بھی GHQ کرتا ہے، کتنے عرصے کے لئے کرتا ہے اور کن لوگوں کو کرتا ہے یہ سارا ریکارڈ GHQ کے پاس ہوتا ہے پنجاب حکومت کا اس ریکارڈ سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ اگلا سوال جناب جاوید حسن گجر کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے جناب جاوید حسن گجر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال کا نمبر پکاریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال نمبر 7742 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں پٹواریوں کی خالی اسامیوں کی تعداد و بھرتی کی تفصیلات

*7742: جناب جاوید حسن گجر: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں کل پٹواریوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) صوبہ میں خالی اسامیوں کی کل تعداد کتنی ہے؟
(ج) حکومت کب تک ان خالی اسامیوں پر بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ میں اس وقت کل پٹواریوں کی تعداد 8790 ہے تفصیل بابت ضلع وائز خالی اسامیاں و کل تعداد (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت صوبہ میں پٹواریوں کی خالی اسامیوں کی تعداد 1419 ہے تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) بورڈ آف ریونیو، پنجاب کی جانب سے مورخہ 2011-02-22 کو جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک سمری بھیجی گئی ہے جس میں کل خالی اسامیوں کا پچاس فیصد بھرتی کرنے کی اجازت طلب کی گئی ہے جونہی جناب وزیر اعلیٰ کی طرف سے مذکورہ اجازت وصول ہوگی، بھرتی کی کارروائی شروع کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جز (ج) میں لکھا ہوا ہے کہ پٹواریوں کی بھرتی کی اجازت کے لئے 22-02-2011 کو وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک سمری بھیجی گئی تھی وہاں سے جونہی جواب موصول ہوگا بھرتی کی کارروائی کر دیں گے۔ ابھی ایک سوال کے جواب میں جناب منسٹر نے فرمایا کہ 1996 کے بعد کوئی بھرتی نہیں ہوئی۔ کیا 04-2003 میں کچھ اضلاع میں پٹواریوں کی بھرتی ہوئی یا نہیں ہوئی؟ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک سال ہو گیا ہے ابھی تک سمری واپس نہیں آئی یہ کب تک متوقع ہے کہ واپس آ جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے جس طرح سے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ سمری واپس ہو چکی ہے اور اس پر یہی فیصلہ ہوا تھا کہ مزید پٹواریوں کو بھرتی نہ کیا جائے بلکہ اس ریکارڈ کو computerize کیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہاں جز (ج) میں بڑا واضح لکھا ہوا ہے کہ ابھی تک سمری واپس نہیں آئی۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ سمری واپس بھیج دی گئی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہاں لکھا ہوا ہے کہ سمری واپس نہیں آئی۔

جناب سپیکر: شاہ جی! وہ آپ کو latest position بتا رہے ہیں۔

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بورڈ آف ریونیو نے مجھے جو latest position کل بتائی ہے اس کے مطابق انہوں نے کہا ہے کہ یہ سمری اب ہمیں موصول ہو چکی ہے اور اس کو رد کر دیا گیا ہے کہ مزید پٹواریوں کی بھرتی کی جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے عرض کی تھی کہ 04-2003 میں کچھ اضلاع میں پٹواری بھرتی ہوئے ہیں جبکہ منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ 1996 کے بعد بھرتیاں نہیں ہوئیں۔ میری اطلاع کے مطابق قصور اور شیخوپورہ میں 04-2003 میں بھرتیاں ہوئی تھیں۔ اس وقت پرویز الٰہی صاحب وزیر اعلیٰ تھے۔ کیا وہ بھرتیاں ہوئی ہیں اور ان کے علم میں نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جو 05-2004 کی بات کی ہے چونکہ یہ تفصیل سوال میں طلب نہیں کی گئی تھی اس لئے جو میرے پاس جواب ہے اس کے مطابق صوبہ پنجاب میں 1419 پٹواریوں کی vacancies خالی ہیں جن پر بھرتیاں نہیں ہوئیں۔ یہ جن دو اضلاع کی بات کر رہے ہیں تو میں اس بارے میں specific information ابھی بورڈ آف ریونیو سے لے لیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ گیلری میں بیٹھے ہوئے ہیں ان سے لے لیں۔ ان کے انٹرویو ہوئے تھے، میرے پاس بھی لوگ آئے تھے کہ ہمیں بھرتی کرا دیں اس لئے مجھے پتا ہے۔

جناب سپیکر: جب جواب آ جائے گا تو آپ کو بتا دیں گے۔ اگلا سوال میاں طارق صاحب کا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7843 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات، پٹواریوں کی تعیناتی کی تفصیلات

*7843: میاں طارق محمود: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوئی بھی سرکاری ملازم ایک جگہ پر تین سال سے زائد تعینات نہیں رہ سکتا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کولیاں شاہ حسین اور ڈھنڈالہ ڈھنڈالی میں تعینات پٹواری عرصہ پانچ اور چھ سال سے تعینات چلے آرہے ہیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ٹرانسفر پالیسی 1981 کے تحت ہر ایک ملازم کا عرصہ تعیناتی ایک جگہ تین سال مقرر ہے بہر حال مفاد عامہ اور انتظامی امور کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک ملازم کو مطلوبہ عرصہ سے پہلے بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے یا پھر مطلوبہ عرصہ تین سال گزرنے کے بعد بھی تعینات رکھا جا سکتا ہے۔

(ب) ہر دو پٹواریان کو تعینات ہوئے صرف 4 ماہ 19 یوم کا عرصہ ہوا ہے۔

(ج) جواب جز (ب) ملاحظہ ہو۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں نے جن دو پٹواریوں کے بارے میں پوچھا تھا کہ کیا کولیاں شاہ حسین اور ڈھنڈالہ ڈھنڈالی میں تعینات پٹواری عرصہ پانچ اور چھ سال سے تعینات چلے آرہے ہیں اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت انہیں یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں اور میں پوچھنا یہ چاہتا ہو کہ کیا میرا سوال آنے کے بعد انہیں ٹرانسفر کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جو سوال کیا ہے اس سوال کی تاریخ وصولی 29۔اکتوبر 2010 ہے جس کا جواب 13۔اپریل 2011 کو آیا۔ وہاں پر جو پٹواری تعینات ہیں ان کو تعینات ہوئے صرف چار ماہ اُنیس یوم ہوئے ہیں تو یقیناً ان کے سوال کرنے کے بعد ہی وہ ٹرانسفر ہوئے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس جگہ سے ٹرانسفر ہونے کے بعد کیا دوبارہ انہوں نے اپنی مرضی کی postings لی ہیں یا جس جگہ ان کی ٹرانسفر کی گئی تھی وہ اسی جگہ پر ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ fresh information ہے میں محترم میاں طارق محمود کو بورڈ آف ریونیو کے جو حکام بیٹھے ہیں ان سے پوچھ کر انہیں فراہم کر دیتا ہوں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! پانچ چھ سال بعد ٹرانسفر کرنے کے بعد کیا انہیں اسی جگہ پر رہنا چاہئے جہاں ٹرانسفر ہوئی یا پھر انہیں من مانی پوسٹوں پر بھیجنا چاہئے، کیا جس جگہ پر گئے ہیں اسی جگہ پر رکھیں گے یا انہیں من مانی کرنے دیں گے؟

جناب سپیکر: انہیں ایسے ہی من مانی کون کرنے دیتا ہے؟ جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں صاحب کے پاس ان پٹواریوں کے متعلق اگر کوئی specific information ہے تو یہ مجھے فراہم کریں۔ اگر ان کی کوئی من مرضی ہو رہی ہے تو اس کو روک دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 7908 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی-113 گجرات، پٹواریوں اور گرداوروں کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7908: میاں طارق محمود: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-113 گجرات میں پٹواری اور گرداور کی کتنی اسامیاں ہیں کتنی پُر ہیں اور کتنی خالی ہیں تفصیل اسامی وار بتائیں؟

(ب) کتنے پٹواریوں اور گرداوروں کے خلاف کس کس بناء پر انکوائریاں چل رہی ہیں ان کے نام بتائیں؟

(ج) کتنے پٹواریوں اور گرداوروں کے پاس ایک سے زائد حلقوں کا چارج ہے، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(د) کتنے اور کون کون سے ملازم ایک جگہ پر عرصہ تین سال سے زائد فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ قواعد وضوابط کے مطابق ایک حلقہ میں گرداور اور پٹواری کی تعیناتی تین سال سے زیادہ نہیں ہو سکتی؟

(و) کیا حکومت عرصہ تین سال سے زائد تعینات گرداوروں اور پٹواریوں کو قانون کے مطابق تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) حلقہ پی پی۔113 گجرات میں پٹواریوں اور گرداوروں کی کل تعداد تعیناتی اور خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نوعیت	کل تعداد	تعداد تعینات شدہ	خالی اسامی
گرداور	04	04	--
پٹواری	39	30	09

(ب) پی پی۔113 کے کسی گرداور اور پٹواری کے خلاف محکمانہ انکوائری زیر سماعت نہ ہے۔

(ج) پی پی۔113 میں پانچ پٹواریاں کے پاس بوجہ کمی پٹواریاں اضافی حلقہ جات کا ایڈیشنل چارج ہے جبکہ ایک گرداور حلقہ دیونہ دو کے پاس دفتر قانونگو گجرات اور پیشی قانونگو تحصیلدار (بندوبست)، گجرات کا اضافی چارج ہے۔

(د) حلقہ پی پی۔113 میں درج ذیل پٹواریاں عرصہ زائد از تین سال سے تعینات ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام پٹواری	حلقہ
1	محمد ارشد	دھکڑانوالی
2	محمد اجمل	چکوڑی بھلووال
3	محمد اکرم	شکریالی
4	محمد افضل	وڑائچانوالہ
5	ریاست علی	موجہ
6	محمد نواز	بھاگو
7	محمد ارشد	نورجمال

8	غلام فرید	پنجن شاہانہ
9	طارق علی	امرہ کلاں
10	محمد یوسف	مرزا طاہر
11	عابد شکیل	مچھیانہ

(ہ) ٹرانسفر پالیسی 1981 کے مطابق ہر ایک ملازم کا عرصہ تعیناتی ایک جگہ تین سال مقرر ہے بہرحال مفاد عامہ اور انتظامی امور کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ملازم کو مطلوبہ عرصہ سے پہلے بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے یا پھر مطلوبہ عرصہ تین سال گزرنے کے بعد بھی تعینات رکھا جا سکتا ہے۔

(و) حکومت پنجاب نے تبادلہ جات پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔ جونہی پابندی ختم ہو جائے گی حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ یہاں جو لسٹ دی گئی ہے وہ گیارہ پٹواریوں کی ہے جو عرصہ تین سال سے تعینات ہیں۔ گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہے، جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ تین سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے اور لوگ تعینات ہیں۔ کیا یہ پٹواری پراپرٹی ڈیلر بن جاتے ہیں اور اپنا اثر ورسوخ قائم کر کے وہیں رہتے ہیں، کیا حکومت کوئی ایسا قدم اٹھانا چاہتی ہے کہ ہر تین سال بعد ان لوگوں کو وہاں سے شفٹ کیا جائے چاہے ان کے حلقے ہی تبدیل کر دیئے جائیں؟

جناب سپیکر: وہ تو کہہ رہے ہیں کہ ہم طریق کار ایسا بنا رہے ہیں کہ ان سے چھٹکارا ہی حاصل ہو جائے گا۔

میاں طارق محمود: جناب والا! وہ تو بڑی لمبی بات ہے۔ جو اِس وقت ہے اس بارے میں مہربانی کر کے بتادیں کہ کیا تین سال بعد ان کے area کو تبدیل کر دیا جانا ضروری ہے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹرانسفر پالیسی 1981 کے مطابق ہر ایک ملازم کا عرصہ تعیناتی ایک جگہ تین سال مقرر ہے۔ بہرحال مفاد عامہ اور انتظامی امور کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ملازم کو مطلوبہ عرصہ سے پہلے بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے اور مطلوبہ عرصہ تین سال گزرنے کے بعد بھی تعینات رکھا جا سکتا ہے۔ اس میں تو یہ case to case ہے۔ اگر کوئی آدمی ٹھیک کام کر رہا ہے تو اس کو

تین سال کے بعد بھی رکھا جا سکتا ہے اگر وہ ٹھیک نہیں کر رہا ہے تو وہ ایک سال کے بعد بھی ٹرانسفر ہو سکتا ہے اور چھ ماہ بعد بھی ٹرانسفر ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال کے جز (د) میں یہ لکھا ہوا ہے کہ حلقہ پی پی۔113 میں درج ذیل پٹواریان عرصہ زائد از تین سال سے تعینات ہیں تو کیا محمد نواز پٹواری اس وقت بھی بھاگو گاؤں میں موجود ہے؟

جناب سپیکر: جی، اگر وہ وہاں پر موجود ہے تو آپ بتائیں کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب بتا دیں۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کی تاریخ وصولی 22۔ ستمبر 2011 ہے اس کے مطابق محمد نواز پٹواری بھاگو گاؤں میں تعینات ہے اور اگر کوئی فوری تبدیلی ہوئی ہے تو میں اس بارے میں معلوم کر کے بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جی، اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! .On his behalf (معزز خاتون ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 8217 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔بورڈ آف ریونیو پنجاب کی عمارت کی تزئین و آرائش کی تفصیلات

*8217: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور کی عمارت کی یکم جنوری 2006 سے آج تک کتنی دفعہ تزئین و آرائش کی گئی ہے؟

(ب) ہر دفعہ کتنی رقم اس کی تزئین و آرائش پر سال وار خرچ ہوئی، تفصیل علیحدہ علیحدہ دی جائے؟

(ج) آخری مرتبہ اس عمارت کے فرش اور دیواروں پر ٹائلیں کب لگائی گئی تھیں ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب اس عمارت کے فرش اور دیواروں پر لگی ٹائلیں توڑ کر دوبارہ نئی ٹائلیں لگائی جا رہی ہیں حالانکہ پہلی ٹائلیں ابھی تک اچھی حالت میں ہیں، اس کی وجوہات کیا ہیں اور اس کی اجازت کس اتھارٹی نے دی ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس فضول خرچی کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرے گی، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور کی یکم جنوری 2006 سے جون 2010 تک کوئی تزئین و آرائش نہ کی گئی ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) آخری مرتبہ سال 05-2004 میں بذریعہ سکیم "Restoration of Main Building Board of Revenue Punjab Lahore" اس عمارت کے کچھ حصوں / کمروں کے فرش اور دیواروں پر ٹائلیں لگائی گئی تھیں اور ان پر تقریباً -/12,49,000 روپے خرچ ہوئے تھے۔

(د) یہ درست نہ ہے صرف ان حصوں کے فرش اور دیواروں پر لگی ٹائلیں تبدیل کی جا رہی ہیں جہاں ضروری ہے جبکہ اچھی حالت میں موجود ٹائلوں کو تبدیل نہیں کیا جا رہا۔ عمارت کی بحالی / درستی گورنمنٹ آف پنجاب کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت منظور کردہ سکیم "Capacity Building and Restoration of Main Building Board of Revenue Punjab Lahore" کے تحت کی جا رہی ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب کی قدیم اور اہم عمارت کی بحالی اور مرمت فضول خرچی کے زمرے میں نہ آتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! پہلے تو میں یہ کہوں گی کہ اس سوال کے جز (د) کا غلط جواب دیا گیا ہے۔اس سوال میں پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ عمارت کے فرش اور دیواروں پر لگی ہوئی ٹائلیں توڑ کر دوبارہ نئی ٹائلیں لگائی جارہی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ بیٹھ جائیں، آپ اس بارے میں disqualify ہو گئی ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! ضمنی سوال کر رہی ہوں۔۔۔

MR SPEAKER: No, you have taken two supplementary questions.

آپ on his behalf question نہیں کر سکتیں۔آپ کی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ انہیں یہ تو نہ کہیں کہ آپ disqualify ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ذرا سمجھیں میں نے اس سوال کی حد تک بات کی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! rules میں تو یہ نہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔آپ کی مہربانی، اب آپ اپنے arguments چھوڑ دیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کر سکتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپ نہیں کر سکتیں۔سوال نمبر 8217 کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلا سوال 8275 چودھری علی اصغر منڈا صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 8276 بھی انہی کا ہے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On her behalf. (معزز خاتون ممبر نے محترمہ ثمینہ خاور حیات کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوال نمبر 8299 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں پٹواریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8299: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت پٹواریوں کی ضلع وار کل کتنی تعداد ہے اور کتنے پٹوار حلقے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے بیشتر پٹوار خانوں میں سرکاری پٹواریوں نے بھاری معاوضے پر ذاتی ملازم رکھے ہوئے ہیں جو سراسر غیر قانونی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مالکان زمین و سائلین کو فردیں اور دوسرے ریونیو ریکارڈ کی نقول فراہم کرنے کی بھاری فیسیں لی جاتی ہیں؟

(د) کیا محکمہ نے کوئی ایسے اقدامات اٹھائے ہیں کہ ان تحصیلداروں اور پٹواریوں کے شاہانہ رہن سہن کا نوٹس لیا جائے اور ان کی رشوت اور ناجائز کمائی سے بنائی ہوئی جائیدادوں کی چھان بین کروائی جائے، ان کے ہاتھوں لٹنے والوں کو ان سے نجات دلائی جائے؟

(ہ) کیا محکمہ مال پنجاب میں ہنگامی بنیادوں پر ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا کام شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ پٹواریوں کا ریکارڈ تبدیلی میں من مانی کا عمل دخل کم سے کم کیا جاسکے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت پٹواریوں کی ضلع وار تعداد اور پٹوار حلقوں کی فہرست (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ بورڈ آف ریونیو بروئے نوٹیفکیشن نمبر II-LR-30/2010-49، مورخہ 09-10-2010، شیڈول اجرت نقولات وغیرہ کاغذات مال مقرر ہے اور ہر پٹوار سرکل میں فریم کر کے دیوار پر چسپاں کرادیا گیا ہے۔

(د) گورنمنٹ آف پنجاب نے اس سلسلہ میں محکمہ انسداد رشوت ستانی قائم کر رکھا ہے جو ناجائز کمائی کے خلاف شکایت آنے پر مناسب کارروائی عمل میں لاتا ہے۔ علاوہ ازیں بورڈ آف ریونیو پنجاب کو ملنے والی شکایات پر محکمانہ کارروائی بھی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ہ) محکمہ مال ریونیو ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا کام جن اضلاع میں شروع ہو چکا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے لاہور قصور، ننکانہ صاحب، چنیوٹ، بھکر، میانوالی، حافظ آباد، سیالکوٹ، ملتان، وہاڑی، لودھراں فنڈز کی دستیابی پر دیگر اضلاع میں بھی ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ صوبہ کے بیشتر پٹواریوں نے بھاری معاوضے پر ذاتی ملازم رکھے ہیں یا نہیں اور پھر جز(ج) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ مالکان کو فردیں یا دوسرا revenue record پیسے لے کر اور بھاری فیسیں لے کر دیا جاتا ہے۔ Officially تو محکمہ نے یہ کہنا تھا کہ نہیں دیا جاتا اور پیسے نہیں لئے جاتے لیکن unofficially شاید آپ سے بہتر صداقت کوئی نہیں جانتا کیونکہ کوئی پٹواری بادشاہ ایسا نہیں ہے جو فرد ملکیت بغیر پیسے لئے دے دے۔ یہ ایک حقیقت ہے لیکن میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جز(د) میں انہوں نے لکھا ہے کہ شکایت ملنے پر محکمہ ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کرتا ہے۔ مجھے صرف جس period کا پوچھا ہے اسی کا بتادیں کہ اب تک کتنے پٹواریوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سوال کے جز(د) میں جواب دیا گیا ہے کہ محکمہ انٹی کرپشن میں کسی بھی پٹواری یا سرکاری اہلکار کے خلاف شکایت کی صورت میں کارروائی عمل لائی جاتی ہے علاوہ ازیں Board of Revenue Punjab کو ملنے والی شکایت پر بھی محکمانہ کارروائی کی جاتی ہے۔ اگر کسی کے خلاف کوئی شکایت ہو تو اس کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ جہاں تک انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس وقت کن کن لوگوں کے خلاف کارروائی pending ہے چونکہ یہ information اس سوال میں طلب نہیں کی گئی تھی اس لئے یہ اس جواب میں موجود نہیں ہے لیکن محترمہ چاہیں تو میں Board of Revenue سے معلومات لے کر انہیں فراہم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں دوسرا ضمنی سوال یہ کرنا چاہتی ہوں کہ ہم اس ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام ممبران اور اس صوبہ میں رہنے والے تمام لوگ جانتے ہیں کہ یہ جواب officially تو ٹھیک ہے لیکن unofficially درست نہیں ہے کہ پٹواری صاحبان پیسے نہیں لیتے ہیں اور وہ فرد ملکیت اللہ واسطے دیتے ہیں یا سرکاری فیس میں دے دیتے ہیں۔ یہ حقیقت نہیں ہے تو کیا اس حقیقت اور زمینی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے جو محکمہ ہے، انہوں نے کہا ہے کہ یہ سارا land revenue system computerized کرنا چاہتے ہیں تو کیا اس system کو speedy کرنے کے لئے ان کا کوئی plan ہے؟

جناب سپیکر: جی، اگر آپ پہلے یہاں پر موجود ہوتے تو آپ کو یہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ دیکھیں اب repeat شروع ہو گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے اس کا جواب دے دیا ہے، اس سے پیچھے بھی انہوں نے جواب دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جو پیچھے جواب دیا ہے وہ دوبارہ بھی دیا جا سکتا ہے کیونکہ اس کے مطابق میں یہ چیلنج کر سکتی ہوں کہ یہ جواب غلط ہے کہ پٹواری پیسے نہیں لیتے۔

جناب سپیکر: جی، ایوان میں انہوں نے جواب دے دیا ہے اگر آپ یہاں پر موجود نہ ہوں تو اس کے وہ ذمہ دار نہیں۔

محترمہ سیمل کامران: محکمہ نے اس سوال کا جو جواب دیا ہے اس کو میں بھی چیلنج کر سکتی ہوں اور آپ بھی چیلنج کر سکتے ہیں کہ یہ جواب غلط ہے لیکن میں محکمے کی یہ مجبوری بھی ماننے کے لئے تیار ہوں کہ وہ officially اس بات کو admit نہیں کر سکتے کہ پٹواری پیسے لیتا ہے۔ آپ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتا دیں کہ کیا پٹواری پیسے نہیں لیتا تو میں اپنا سوال withdraw کر لوں گی۔ ہم یہاں پر اپنے صوبہ کے لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرنے کے لئے بات کرتے ہیں ان کے حقوق کی بات۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ ان کی بات کا کوئی جواب دینا چاہتے ہیں تو دیں۔ رانا صاحب! اس کا کچھ جواب دیں۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جہاں تک انہوں نے بات کی ہے یعنی پٹواری اور اس سے متعلقہ زمینی حقائق جن کا انہوں نے ذکر کیا ہے، یہ درست بات ہے کہ اس پورے سسٹم میں کرپشن ہے، اسی کی وجہ سے revenue record کو computerized کرنے کا عمل موجودہ حکومت نے شروع کیا ہے اور اس وقت computerization کا process چل رہا ہے، اس میں امید ہے کہ آئندہ دو سال تک یہ کام مکمل ہو جائے گا اور revenue record پوری طرح سے computerized ہو جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں اور مجھے خوشی ہے کہ کسی میں تو سچ بولنے کی طاقت ہے۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے آپ کے آنے سے بھی پہلے سچ بول دیا تھا۔ اگلا سوال رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال راؤ کاشف رحیم صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، اگلا سوال محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! .On her behalf (معزز خاتون ممبر نے سیدہ ماجدہ زیدی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوال نمبر 8379 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ہربنس پورہ اور جلو پارک لاہور کے ارد گرد سرکاری زمین پر غیر قانونی قابضین کی تفصیلات

*8379: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ہربنس پورہ اور جلو پارک لاہور میں حکومت کی ملکیتی کتنی زمین ہے، کتنی حکومت کے قبضے میں ہے اور کتنی ٹھیکہ جات پر ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس زمین کے کئی حصوں پر غیر قانونی قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے اور خرید و فروخت کے لئے اشٹام پر بیع نامے ہو رہے ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس زمین کو ناجائز قابضین سے واگزار کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو اس کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) موضع ہربنس پورہ میں حکومت پنجاب کی ملکیتی رقبہ 17172 کنال 13 مرلے ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

ملکیت	اندراج خانہ کاشت	کل رقبہ K	M
سنٹرل گورنمنٹ	ریونیو اکیڈمی	677	08
سنٹرل گورنمنٹ	ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ	407	15

سنٹرل گورنمنٹ	محکمہ جنگلات	14	51
ٹورازم ڈیپارٹمنٹ	بدستور	00	50
ہائی وے ڈیپارٹمنٹ (رنگ روڈ)	بدستور	12	290
سنٹرل گورنمنٹ	جرنلسٹ کالونی	15	952
سنٹرل گورنمنٹ	گوالہ کالونی	18	757
سنٹرل گورنمنٹ	پاکستان ریلوے	02	265
سنٹرل گورنمنٹ	نہر/راجباہ	04	1492
سنٹرل گورنمنٹ	مقبوضہ ڈپٹی کمشنر (راستہ جات)	06	513
سنٹرل گورنمنٹ	محکمہ ہائیڈروالیکٹرک	01	01
سنٹرل گورنمنٹ	پاکستان ملٹری	12	806
سنٹرل گورنمنٹ	محکمہ کارپوریشن	00	14
لاہورڈویلپمنٹ اتھارٹی(LDA)	بدستور	02	475
سنٹرل گورنمنٹ	مقبوضہ اہل اسلام (قبرستان)	11	279
سنٹرل گورنمنٹ	صوبائی حکومت	00	10235

حکومت پنجاب کے مختلف محکمہ جات و کچی آبادیاں و ناجائز قابضین کے قبضہ میں ہے۔
جلو پارک جو کہ موضع رکھ تیرہ میں واقع ہے جس کا کل رقبہ 12304 کنال جو سارا ملکیتی حکومت ہے جس میں سے جلو پارک 3386 کنال 04 مرلہ پر واقعہ ہے اور بقیہ رقبہ 8918 کنال 15 مرلے مختلف مزارعین کے زیر قبضہ ہے جو محکمہ جنگلات کے تحت ہے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے کہ موضع ہربنس پورہ میں ناجائز قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے اور اس کا سروے ناجائز قابضین کچی آبادی سال 10-2009 ہو چکا ہے اور اس کے مالکانہ حقوق دینے کے لئے ایک کمیٹی زیر صدارت کمشنر لاہور ڈویژن اور رانا تجمل حسین ایم پی اے، نوید انجم ایم پی اے پر مشتمل ہے کی تشکیل ہو چکی ہے جس پر کام جاری و ساری ہے۔جہاں تک خرید و فروخت اشٹام پر بیع نامے کا تعلق ہے تو یہ پرائیویٹ مابین فریقین ہے اس کا ریکارڈ کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے۔

(ج) حکومت نے گرینڈ آپریشن عملہ مال/ٹی ایم او/محکمہ پولیس کے ہمراہ کیا اور رقبہ واگزار کروا کر اس کی چار دیواری بھی ہو چکی ہے اور اس کی مسلسل نگرانی بھی کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) کے جواب میں تفصیل میں کہا گیا ہے کہ ناجائز قابضین کے قبضے میں یہ زمین ہے۔ حکومت پنجاب کے مختلف محکمہ جات، کچی آبادیوں و ناجائز

قابضین کے قبضہ میں بھی ہے۔ جلو پارک جو کہ موضع رکھ تیرہ میں واقع ہے کا کل رقبہ 12304 کنال جو سارا ملکیتی حکومت ہے جس میں سے جلو پارک 3386 کنال 04 مرلہ پر واقعہ ہے اور بقیہ رقبہ 8918 کنال 15 مرلے مختلف مزارعین کے زیر قبضہ ہے جو محکمہ جنگلات کے تحت ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ محکمہ جنگلات چونکہ پنجاب حکومت کے under آتا ہے اور یہ سوال 9۔جنوری 2011 کو پوچھا گیا تھا اور آج 6۔جنوری 2012 ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نزدیک ہی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کا current status کیا ہے اور حکومت نے اب تک اس میں سے کتنا رقبہ ناجائز قابضین سے واگزار کروالیا ہے؟

جناب سپیکر: ناجائز قابضین سے کتنا رقبہ واگزار کروایا جا چکا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس رقبے کا status ابھی تک یہی ہے اور یہ رقبہ واگزار نہیں کروایا جا سکا کیونکہ لوگوں نے مختلف عدالتوں سے stay order حاصل کئے ہوئے ہیں، ایک عدالت کے بعد دوسری عدالت میں اپیل چلی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ لوگوں نے یہاں پر اپنے مکانات اور گھر وغیرہ بھی بنائے ہوئے ہیں اس لئے یہ معاملہ ابھی تک under process ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! یہ مسائل تو اسی طرح کئی کئی سال چلتے رہیں گے کیا گورنمنٹ نے اس پر کوئی initiative لیا ہے obviously ان کے ڈیپارٹمنٹ کے لوگ بھی کورٹ میں جاتے ہوں گے۔ یہ سب کچھ کتنے سالوں تک چلتا رہے گا، سرکار یہ زمین اپنے لئے تو استعمال نہیں کر سکتی، سرکاری کاموں کے لئے consumer courts کھولنے کے لئے کرایہ پر جگہ لینی پڑتی ہے اور اس کا کرایہ دینا پڑتا ہے تو کیا حکومت کے پاس اس کی کوئی حکمت عملی موجود ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس وقت ہمارا جو Criminal Justice System ہے اس کے تحت districts courts قائم ہیں اس کے بعد ہائیکورٹ اور پھر سپریم کورٹ بھی موجود ہے۔ اس قانون کے مطابق آپ کسی کو اپیل سے تو نہیں روک سکتے۔ ڈسٹرکٹ کورٹ کے بعد جب اپیل ہائی کورٹ میں آتی ہے تو اس کا جو average عرصہ ہے وہ تقریباً کوئی آٹھ سے بارہ سال ہے اس لئے میں عرض کروں گا کہ یہ ایک قانونی سلسلہ ہے اس میں کوئی short cut نہیں لیا جا سکتا۔

محترمہ ساجدہ میر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: محترمہ ساجدہ میر!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ حکومت نے ایک grand operation کیا جس میں کچھ رقبہ قابضین سے چھڑوالیا گیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ کون سا رقبہ ہے جس میں پولیس کی بھی مدد لی گئی، ٹی ایم او کی بھی مدد لی گئی اور اس کی چار دیواری بھی کروا دی گئی، وہ کون سی ایسی جگہ ہے جو قابضین سے واپس لی گئی ہے؟

جناب سپیکر: (ج) جز کے متعلق پوچھ رہی ہیں۔

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو سوال تھا وہ یہی تھا کہ ناجائز قابضین سے گورنمنٹ قبضہ واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس سلسلے میں کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟ اس میں ٹوٹل 232 کنال رقبہ بنتا ہے جو واگزار کروایا جا سکا ہے۔ جو کہ زیر قبضہ رقبہ کا بہت ہی کم zero point something بنتا ہے۔اس سلسلے میں انہوں نے specifically اس رقبے کی identification کے متعلق نہیں پوچھا تھا۔ اس کے متعلق میں انہیں معلومات دے دیتا ہوں کہ یہ 232 کنال کون سا رقبہ ہے جو واگزار کروایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: چار دیواری بھی ہو سکتی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جواب میں لکھا ہے کہ چار دیواری بھی ہو گئی ہے اور مسلسل نگرانی بھی کی جا رہی ہے۔ ایک ایم پی اے اس کمیٹی کے ممبر ہیں جن کا اسی علاقے سے تعلق بھی ہے اور میرے خیال میں یہ رانا تجمل صاحب کے حلقہ میں آتا ہے اس لئے ہمیں یہ پتا چلنا چاہئے کہ یہ جگہ کون سی ہے؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں بہت سا رقبہ ایسا ہے جہاں پر ناجائز قابضین نے کوئی چار چار، پانچ پانچ مرلے کے گھر بنائے ہوئے ہیں۔ اب یہ مناسب نہیں ہے کہ ان لوگوں کو بے گھر کیا جائے اور پھر کچی آبادیوں کا ایک قانون بھی موجود ہے جس کے تحت مالکانہ حقوق دینے کا process کرنے کے لئے ایک کمیٹی کمشنر لاہور ڈویژن کی صدارت میں بنائی گئی ہے جو اس بات کا جائزہ لے کہ کون سا رقبہ ایسا ہے جسے واگزار کروایا جائے اور کون سا رقبہ ان قابضین کو الاٹ کر دیا جائے۔ اس حلقے کے متعلقہ ایم پی اے صاحبان، رانا تجمل حسین صاحب اور نوید انجم صاحب اس کے ممبر ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!اس کا مطلب یہ ہے کہ محکمہ مال وریونیو نے اس کا جواب غلط دیا ہے اور یہاں پر بھی غلط تحریر کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جو جواب محکمے نے ان کو بھیجا ہے وہ انہوں نے پڑھ دیا ہے۔ وزیر صاحب!وہ پوچھ رہے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ محکمہ نے جواب غلط بھیجا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان): جناب والا!سوال کے جز (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا حکومت اس زمین کو ناجائز قابضین سے واگزار کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو اس کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟اس میں انہوں نے specifically نہیں پوچھا کہ اس رقبہ میں سے جو رقبہ واگزار کروایا گیا ہے اس کا محل وقوع کیا ہے یا وہ کہاں پر واقع ہے؟اسی کے مطابق جواب دے دیا گیا ہے۔ باقی جز (ب) کا جواب بڑا مفصل ہے کہ ہاں یہ درست ہے کہ موضع ہربنس پورہ میں ناجائز قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے اور اس کا سروے ناجائز قابضین کچی آبادی سال 10-2009 ہو چکا ہے اور اس کے مالکانہ حقوق دینے کے لئے ایک کمیٹی زیر صدارت کمشنر لاہور ڈویژن اور رانا تجمل حسین ایم پی اے، نوید انجم ایم پی اے پر مشتمل ہے، کی تشکیل نو ہو چکی ہے جس پر کام جاری و ساری ہے۔جہاں تک خرید و فروخت اشٹام پر بیع نامے کا تعلق ہے تو یہ پرائیویٹ مابین فریقین ہے اس کا ریکارڈ کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے۔ Ground realities کے مطابق اس کا جواب عرض کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: سوال نمبر 8416 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں جائیداد کی منتقلی (PT-1) فرد ملکیت جاری کرنے پر پابندی کی تفصیلات

*8416: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کی طرف سے صوبہ میں عرصہ دو سال سے جائیداد کی منتقلی کے لئے PT-1 فرد ملکیت جاری کرنے پر پابندی عائد ہے جس کی وجہ سے حکومت کو اشٹام کی مد میں تقریباً 2۔ارب روپے کا نقصان ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صرف ضلع چنیوٹ میں مذکورہ مد میں چار کروڑ روپے کا حکومتی نقصان ہوا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پابندی اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ میں عرصہ دو سال سے فرد ملکیت جو کہ محکمہ مال کی جانب سے جاری کی جاتی ہے اور جس کی بنیاد پر جائیداد کی منتقلی ہوتی ہے اس پر پابندی عائد نہ ہے۔مزید برآں PT-1 محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن جاری کرتا ہے اور یہ صرف اس بنیاد پر ہوتا ہے کہ مالک جائیداد متعلقہ کا ٹیکس ادا کر رہا ہے۔ PT-1 ملکیتی دستاویز ہے اور نہ ہی یہ فرد ملکیت کے متبادل دستاویز ہوتی ہے اور اس پر منتقلی جائیداد نہ ہو سکتی ہے اس کے اجراء کے لئے کسی قسم کے اشٹام پیپر درکار نہ ہوتے ہیں لہذا حکومت کو اشٹام کی مد میں کوئی مالی نقصان نہ ہوا ہے۔

(ب) بمطابق ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر چنیوٹ ضلع میں اشٹام، رجسٹریشن فیس یا انتقال فیس کی مد میں سالانہ کوئی کمی واقع نہ ہوئی ہے۔

(ج) محکمہ مال کی طرف سے فرد ملکیت جاری کرنے پر کوئی پابندی نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! جز (الف) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ PT-1 ملکیتی دستاویز ہے اور نہ ہی یہ فرد ملکیت کے متبادل دستاویز ہوتی ہے اور اس پر منتقلی جائیداد نہ ہو سکتی ہے اس کے اجراء کے لئے کسی قسم کے اشٹام پیپر درکار نہ ہوتے ہیں لہذا حکومت کو اشٹام کی مد میں کوئی مالی نقصان نہ ہوا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اگر PT-I فرد ملکیت کے متبادل نہ ہو تو اس کے مطابق جائیداد منتقل نہیں ہو سکتی، اگر PT-I کی بنیاد پر جائیدادیں منتقل کی گئی ہوں اور اس پر رجسٹریاں بھی کی گئی ہوں تو کیا حکومت اس قسم کے افراد و افسران جنہوں نے ملی بھگت سے یہ کام کیا ہے ان کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر ارادہ رکھتی ہے تو پھر اس کی تسلی یا یقین دہانی کروا دیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جی، بالکل۔ اگر کوئی کام خلاف قانون ہوا ہے تو جن افراد نے کیا ہے اس کی نشاندہی معزز ممبر فرمائیں تو ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: انشاء اللہ اس کی نشاندہی کریں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: سوال نمبر 8424 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع چنیوٹ کی ٹاؤن کمیٹی میں امتیازی حیثیت و سلوک ختم کرنے کا معاملہ

*8424: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع چنیوٹ کی ٹاؤن کمیٹی میں مالکان اراضی اپنی مرضی سے کسی بھی پاکستانی شہری کو فروخت نہیں کر سکتا جبکہ ضلع کے دوسرے شہروں، ٹاؤنوں اور علاقے میں ایسا نہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ٹاؤن میں امتیازی حیثیت و سلوک کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ غلط ہے۔ مطابق رپورٹ ضلعی انتظامیہ ضلع چنیوٹ میں مالکان اراضی اپنی مرضی سے بمطابق ضابطہ اپنی اراضی فروخت کر رہے ہیں۔

(ب) جواب جز (الف) کی رو سے سوال کا یہ حصہ جواب کا متقاضی نہ ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! جز (الف) کے جواب میں یہ کہا گیا کہ یہ غلط ہے کہ ضلع چنیوٹ کی ٹاؤن کمیٹی میں مالکان اراضی کو مجبور نہیں کیا جاتا۔ میرے علم کے مطابق پنجاب نگر کی زمینوں کے جو پہلے والے مالکان ہیں وہ مجبور کرتے ہیں کہ آپ نے مسلمانوں کو جائیداد منتقل نہیں کرنی جبکہ جواب میں کہا گیا ہے کہ مجبور نہیں کیا جاتا تو اگر اس قسم کے واقعات کی نشاندہی کی جائے یا اس قسم کی رکاوٹیں ڈالی جاتی ہوں تو کیا حکومت ان لوگوں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: یقیناً جو غلط کام کرے گا اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): اگر اس قسم کی کوئی موقع پر پوزیشن پائی جاتی ہے تو معزز ممبر اس کی نشاندہی کریں تو متعلقہ اتھارٹی کو کہا جائے گا کہ ان کے خلاف فوراً کارروائی کریں۔

جناب سپیکر: میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناءاللہ خان): جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور۔ستوکتلہ کے قبرستان کی اراضی کو قبضہ مافیا سے واگزار کروانے کی تفصیلات

*4997: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے علاقے ستوکتلہ کے قبرستان پر قبضہ مافیا نے قبضہ کر کے وہاں پر مکانات اور ناجائز تعمیرات شروع کر رکھی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس قبرستان کو قبضہ مافیا سے خالی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناءاللہ خان):

(الف) ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو لاہور کے موصولہ جواب کے مطابق یہ درست ہے کہ قبرستان کی جگہ جو کہ آسائش دیہہ کے لئے مخصوص کردہ جگہ ہے، پر لوگوں نے پختہ تعمیرات بنا رکھی ہیں اور رہائش پذیر ہیں۔

(ب) ان ناجائز قابضین نے جناب محمد آصف سول جج لاہور کی عدالت میں ایک عدد دعوی بعنوان سدھیر علی کھوکھر بنام صوبہ پنجاب وغیرہ دائر کر رکھا ہے بعد فیصلہ عدالت ان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ مجاز عدالت اور تاریخ ہائے مندرجہ ذیل ہیں۔

16.03.2010, 02.03.2010, 25.02.2010, 25.05.2010, 04.05.2010
02.04.2010 16.09.2010, 05.07.2010, 14.06.2010 10.11.2010
20.10.2010, 01.10.2010 17.01.2011, 14.12.2010

علاوہ ازیں عملہ مجاز کو مقدمہ ہذا کی سرگرم پیروی اور بعد ازاں اخراج حکم امتناعی قبضہ کی واگزاری کے احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔

گوجرانوالہ، رجسٹریوں سے حاصل ہونے والی رقم کی تفصیلات

*7166: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2008 سے آج تک ڈی ڈی او (ریونیو) گوجرانوالہ نے کتنی رجسٹریاں کی ہیں اور ان سے حاصل ہونے والی کتنی رقم خزانے میں جمع کروائی گئی، آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا ان رجسٹریوں کی فیس روزانہ، ہفتہ وار یا ماہانہ کی بنیاد پر حکومت کے خزانہ میں جمع کروائی جاتی ہے، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یکم جنوری 2008 سے ستمبر 2010 تک تحصیل گوجرانوالہ (اربن-I، اربن-II اور صدر / رورل) میں 111677 رجسٹریاں کی گئیں اور رجسٹریشن فیس کی مد میں۔/156,986,735 روپے آمدن ہوئی ہے تفصیل درج ذیل ہے:۔

	آمدن	تعداد رجسٹری
سال 2008	۔/47,575,194 روپے	41992
سال 2009	۔/64,134,263 روپے	41386
ستمبر سال 2010 تک	۔/45,277,278 روپے	28299
کل آمدن	۔/156,986,735 روپے	111677

(ب) بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر گوجرانوالہ رجسٹریوں کی فیس روزانہ کی بنیاد پر سرکاری خزانہ میں جمع کروائی جاتی ہے۔

سال 2000 تا 2010، ججز / عدالتی افسران کو الاٹ کردہ پلاٹس سے متعلقہ تفصیلات

*7267: میاں نصیر احمد: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے judiciary کے افسران بشمول ججز کو 2000 سے 2010 کے دوران پلاٹ الاٹ کئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ عرصہ کے دوران جوڈیشری کے افسران بشمول ججز کے لئے ہاؤسنگ کالونی بھی بنائی گئی؟

(ج) اگر جوابات اثبات میں ہیں تو مذکورہ عرصہ کے دوران جن جوڈیشری کے افسران بشمول ججز کو پلاٹ الاٹ کئے گئے اور ان سے جو معاوضہ حاصل کیا گیا مکمل تفصیل سے جواب ایوان میں فراہم کیا جائے؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان):

(الف) درست نہ ہے۔ حکومت پنجاب نے جوڈیشری کے افسران بشمول جج صاحبان کو کوئی پلاٹ 2000سے2010تک الاٹ نہ کیا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے ایسی کوئی ہاؤسنگ کالونی نہیں بنائی۔اگر عدالت عالیہ ،لاہور ہائیکورٹ / محکمہ عدلیہ نے از خود بنائی ہو تو تفصیل عدالت عالیہ کے رجسٹرار سے دستیاب ہو سکتی ہے حکومت پنجاب نے کوئی ہاؤسنگ کالونی نہیں بنائی۔

(ج) کوئی پلاٹ الاٹ نہیں کیا گیا اس لئے قیمت یا معاوضہ کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

ضلع سرگودھا کی حالیہ سیلاب سے متاثر ہونے والی اراضی کی تفصیلات

*7579: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں حالیہ سیلاب کی وجہ سے دریائے چناب اور جہلم سے کتنا رقبہ اور گاؤں / قصبہ جات / شہر متاثر ہوئے؟

(ب) ان دریاؤں کی وجہ سے کتنے لوگ بے گھر ہوئے؟

(ج) ان کی وجہ سے کتنے ایکڑ رقبہ پر فصلیں تباہ ہوئیں؟

(د) حکومت نے ان دریاؤں سے متاثرہ افراد اور کسانوں کی بحالی کے لئے کتنی رقم خرچ کی؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان):

(الف) دریائے چناب اور جہلم میں سال2010میں سیلاب کی وجہ سے کل60دیہات جزوی طور پر متاثر ہوئے تھے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ تحصیل شاہپور25دیہات

2۔ تحصیل ساہیوال35دیہات

(ب) ان دریاؤں میں سیلاب کی وجہ سے124,565افراد متاثر ہوئے۔

(ج) سیلاب کی وجہ سے167,518ایکڑ رقبہ پر فصلیں متاثر ہوئیں۔

(د)

(1) فلڈ ریلیف آپریشن کے لئے ضلعی انتظامیہ سرگودھا کو۔/1,229,000روپے مہیا کئے گئے۔

(2) 12فوت شدگان کے لواحقین کی امداد کے لئے مبلغ۔/3,600,000روپے مہیا کئے گئے۔

(3) متاثرین کی بحالی کے لئے کل۔/134,860,000(13.48کروڑ)روپے کے وطن کارڈ جاری کئے گئے جن کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

(i) Phase-I میں5889سیلاب متاثرین کو۔/20,000روپے فی خاندان کے حساب سے۔/117,780,000(1.78کروڑ)روپے کے وطن کارڈ جاری کئے گئے۔

(ii) Phase-II میں427خاندانوں کو جن کے گھر مکمل طور پر تباہ ہوگئے تھے /40,000روپے فی خاندان(20،20ہزار کی دو اقساط جس میں سے پہلی قسط ادا کردی گئی ہے اور دوسری20ہزار روپے کی قسط تین ماہ کے بعد اس کارڈ میں جمع کردی جائے گی)۔اسطرح اس مد میں کل رقم مبلغ ۔/17,080,000 (1.71کروڑ)روپے جاری کئے گئے۔

ضلع شیخوپورہ، نائب تحصیلداروں وپٹواریوں کی خالی اسامیوں کی تفصیلات

*8275:چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع شیخوپورہ میں تحصیل اور قانونگوئی وار نائب تحصیلداروں، قانونگوؤں اور پٹواریوں کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے، ان میں کتنی اسامیاں خالی ہیں، ان خالی اسامیوں کو کب تک پر کر دیا جائے گا؟

وزیر مال وکالونیز(راناثناء اللہ خان):

ضلع شیخوپورہ میں تحصیلداروں ،قانونگوؤں اور پٹواریوں کی منظور شدہ تعداد اور خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نائب تحصیلدار

نام تحصیل	کل منظور شدہ اسامیاں	تعداد جو کام کر رہے ہیں۔	تعداد خالی اسامیاں
شیخوپورہ	7	5	2
فیروزوالا	4	4	--
مریدکے	5	3	2
شرقپور	3	2	1

صفدرآباد	3	2	1
نائب تحصیلدار برانچ	1	--	1
میزان	23	16	7

قانونگو

نام تحصیل	کل منظور شدہ اسامیاں	تعداد جو کام کر رہے ہیں۔	تعداد خالی اسامیاں
شیخوپورہ	8	4	4
فیروزوالا	5	5	--
مریدکے	6	4	2
شرقپور	4	4	--
صفدرآباد	4	3	1
نائب تحصیلدار برانچ	1	1	--
میزان	28	21	7

پٹواری

نام تحصیل	کل منظور شدہ اسامیاں	تعداد جو کام کر رہے ہیں۔	تعداد خالی اسامیاں
شیخوپورہ	69	55	14
فیروزوالا	38	38	--
مریدکے	69	31	38
شرقپور	32	16	16
صفدرآباد	20	15	5
نائب تحصیلدار برانچ	1	1	--
میزان	228	155	73

نوٹ: نائب تحصیلداروں میں سے 3 دفتر حاضر ہیں 4 اسامیاں خالی ہیں۔ خالی اسامیاں بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن پر کی جائیں گی جبکہ قانونگو اور پٹواریاں کی تعیناتی کی بابت حکومت پنجاب کی جانب سے حکم نامہ جاری ہوگا تو ضلعی ریکروٹمنٹ کمیٹی نئی بھرتیاں کر سکے گی۔

لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کی تفصیلات

*8276: چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زمینوں کے ریکارڈ کو مرتب کرنے کے لئے لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کیا جا رہا ہے، اگر ہاں تو اس میں کون کون سے اضلاع اور تحصیلوں کو مالی سال 11-2010 میں شامل کیا گیا ہے؟

(ب) کیا تحصیل شرقپور شریف اور فیروزوالا بالخصوص پی پی۔165 میں شامل پٹوار حلقے کمپیوٹرائز کرنے کے لئے مالی سال 11۔2010 کے شیڈول میں شامل ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) بمطابق رپورٹ پراجیکٹ ڈائریکٹر، پراجیکٹ مینجمنٹ یونٹ، بورڈ آف ریونیو، پنجاب زمینوں کے ریکارڈ کو مرتب کرنے کے لئے لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کیا جا رہا ہے مالی سال 11۔2010 میں ڈسٹرکٹ حافظ آباد اور اس کی دو تحصیلیں، تحصیل حافظ آباد اور تحصیل پنڈی بھٹیاں کو شامل کیا گیا ہے۔ جبکہ تحصیل قصور کے آٹھ مواضعات کو تجرباتی بنیاد پر کمپیوٹرائزڈ کیا جا چکا ہے اور وہاں موجود قائم شدہ سروس سنٹر سے عوام کو فردات کے اجراء کی سہولت مہیا کی جا رہی ہے۔

(ب) بمطابق رپورٹ پراجیکٹ ڈائریکٹر، پراجیکٹ مینجمنٹ یونٹ، بورڈ آف ریونیو پنجاب، جی نہیں۔ تحصیل شرقپور شریف، فیروزوالا اور پی پی۔165 میں شامل پٹوار حلقے کمپیوٹرائز کرنے کے لئے مالی سال 11۔2010 کے شیڈول میں شامل نہیں ہیں اس کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

1۔ چونکہ لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے منصوبے کو پورے صوبہ میں نافذ کیا جا رہا ہے اس لئے اس کے نفاذ کو مرحلہ وار بنیادوں پر کیا جا رہا ہے۔

2۔ اس منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے صوبہ بھر کی زمینوں کے تمام ریکارڈ اور رجسٹروں کی کمپیوٹر میں ڈیٹا انٹری کرنا لازمی ہے جس کے لئے ایک مخصوص عرصہ درکار ہے اس لئے ڈیٹا انٹری کے کام کو بھی دو مراحل میں مکمل کیا جانا ہے۔ پہلے مرحلہ میں آٹھ ڈسٹرکٹ (سیالکوٹ، نارووال، گجرات، منڈی بہاؤالدین، راولپنڈی، چکوال، جہلم، اٹک) اور ان کی تحصیلوں کی ڈیٹا انٹری کا کام کیا جا رہا ہے۔ اس مرحلہ میں تحصیل شرقپور شریف، فیروزوالا اور پی پی۔165 کے پٹوار حلقے شامل نہیں ہیں۔ دوسرے مرحلے میں ضلع شیخوپورہ شامل ہو گا۔

ضلع سیالکوٹ، محکمہ کی سرکاری اراضی کی تفصیلات

*8315: رانا آصف محمود: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ کی کتنی سرکاری اراضی کس کس جگہ ہے؟

(ب) اس میں کتنی اراضی لیز/پٹہ / ٹھیکہ پر ہے اور کتنی اراضی پر لوگوں نے قبضہ کرر کھا ہے ؟
(ج) اس اراضی سے حکومت کو سالانہ کتنی آمدن ہو رہی ہے ؟
(د) جس اراضی پر لوگوں نے قبضہ کرر کھا ہے اس کو کب تک واگزار کروایا جائے گا؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کل 12696A-0K-19M مختلف محکمہ جات کی اراضی ہے جو کہ چھوٹے چھوٹے قطعات کی شکل میں ہے اور مختلف مواضعات میں واقع ہے۔

(ب) گورنمنٹ کی لیز پالیسی کے مطابق جو صوبائی حکومت کا رقبہ تعدادی Compact Block 200K-18M کی شکل میں اور litigation سے مبرا زیر کاشتہ تھا۔ ان کی لیز کا پراسس مکمل ہو چکا ہے۔ جہاں تک دیگر محکمہ جات کی لیز کا تعلق ہے ہر محکمہ اپنے ملکیتی اراضی کو خود لیز پر دینے (مینجمنٹ) کا بااختیار ہے۔

(ج) صوبائی حکومت کے رقبہ کی سات عدد لیز کا پراسس مکمل ہو چکا ہے جس سے گورنمنٹ کو -/538758 روپے سالانہ آمدن ہو رہی ہے۔

(د) بیشتر رقبہ کی بابت مقدمات عدالت ہائے میں زیر سماعت ہیں۔ باقی ماندہ ناجائز قابضین کے خلاف واگزاری کے لئے تحریک جاری ہے۔

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی کے نام پچاس ایکڑ ٹرانسفر کی گئی اراضی کی تفصیلات

*8316: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع ہربنس پورہ لاہور میں بذریعہ انتقال نمبر 23524 اور 23525 مورخہ 4-5-2006 لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور کے نام 50 ایکڑ رقبہ منتقل ہوا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس 50 ایکڑ رقبہ پر محکمہ مال کے افسران واہلکاران نے ملی بھگت سے بااثر افراد کو قبضہ کروا دیا اور یہ رقبہ لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی کے نام سے بھی کینسل کروا دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ بااثر افراد ان افسران واہلکاران کی ملی بھگت سے اس اراضی کو جعل سازی سے بذریعہ اشٹام فروخت کر رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت اس اربوں روپے کی سرکاری اراضی پر قبضہ کروانے والے افسران واہلکاران کی نشاندہی کروانے کے لئے کوئی اعلیٰ عدالتی کمیشن بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال وکالونیز(راناثناء اللہ خان):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ بروئے انتقال نمبری 23524 رقبہ تعدادی (207 کنال 15 مرلے) اور بروئے انتقال نمبر 23525 رقبہ تعدادی (201 کنال 11 مرلے) بحق ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ برائے لاہور کالج خواتین یونیورسٹی لاہور کل رقبہ تعدادی (409 کنال 6 مرلے) مورخہ 04-05-2006 کو منتقل ہوا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ مال کے افسران اور اہلکاران کی ملی بھگت سے بااثر افراد نے سرکاری زمین پر قبضہ کر لیا بلکہ بروئے انتقال نمبر 6596 تبدیل ملکیت بحکم جناب ADC(G) صاحب مورخہ 02-03-1988 حکم ریونیو آفیسر 18-03-1989 منجانب سنٹرل گورنمنٹ بحق وارثان شہزادی امراؤ بخت، نواب افضل محمد خان، نواب معین الدین خان بحصہ برابر خسرہ نمبران 1142 رقبہ (6 کنال 15 مرلے)، 1141 رقبہ (10 کنال، 14 مرلے) 1137 رقبہ (90 کنال 11 مرلے) 1161 رقبہ (94 کنال 01 مرلے)، میزان کل رقبہ (202 کنال 01 مرلے) منظور ہوا مابعد بروئے انتقال نمبر 8626 بیع رجسٹری بروئے دستاویز نمبر 1451 مورخہ 06-06-1991 بحوالہ انتقال نمبر 6596 منجانب نواب معین الدین خان بحق اتفاق کواپریٹو کریڈٹ سوسائٹی لمیٹڈ شبستان سینما ایبٹ روڈ لاہور بذریعہ شیخ روحیل اصغر ولد شیخ محمد اصغر، مقصود اقبال ولد شیخ عنایت علی، محمد ارشد ہیرا ولد عبدالحمید بحصہ برابر خسرہ نمبران 1141 رقبہ (6 کنال 15 مرلے 1141 رقبہ (10 کنال 14 مرلے)، 1161 رقبہ (83 کنال 11 مرلے)، کل رقبہ (101 کنال 0 مرلہ)، بالعوض مبلغ پچاس لاکھ روپے منظور ہوا مگر انتقال نمبر 6596 بروئے حکم ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کلکٹر ضلع لاہور بروئے چٹھی نمبر 1069(R)HVC مورخہ 04-11-2004 بعنوان مقدمہ سرکار بنام مقصود حسین وغیرہ خارج ہوا۔ اور رقبہ متذکرہ بالا بحق سنٹرل گورنمنٹ ضبط ہو گیا چونکہ بنیادی انتقال نمبر 6596 خارج ہوا تو اس کے حوالے سے انتقال نمبر 8626 وہ بھی خارج ہو گیا ہے اور جملہ

رقبہ سنٹرل گورنمنٹ کے نام چلا گیا۔ بروئے انتقال نمبر 23524 رقبہ تعدادی (207 کنال 15 مرلے) اور بروئے انتقال نمبر 23525 رقبہ تعدادی (201 کنال 11 مرلے) بحق ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ برائے لاہور کالج خواتین یونیورسٹی لاہور کل رقبہ تعدادی (409 کنال 6 مرلے) مورخہ 2006-05-04 کو منتقل ہوا جس کے خلاف شیخ روحیل اصغر وغیرہ نے رٹ پٹیشن نمبر 67-R/06 اور 363-R/06 عدالت عالیہ لاہور ہائیکورٹ میں دائر کی ہوئی ہے جو تاحال pending ہے اور یہ رقبہ تاحال یونیورسٹی کے نام چلا آرہا ہے۔ کینسل نہ ہوا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ بااثر افراد افسران واہلکاران کی ملی بھگت سے اس اراضی کو بذریعہ اشٹام فروخت کررہے ہیں اور اگر کوئی بذریعہ اشٹام رقبہ فروخت کرتا ہے تو اس کا علم محکمہ مال کے افسران واہلکاران کو نہ ہوتا ہے۔

(د) جی ہاں حکومت قبضہ مافیہ سے سرکاری اراضی واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے جو کوئی بھی اس رقبہ پر تعمیر کرنے کی کوشش کرتا ہے اس پر متعلقہ تھانہ میں FIR درج کروادی جاتی ہے۔ رقبہ کے متعلق عدالت عالیہ لاہور ہائیکورٹ میں رٹ پٹیشن نمبری 67-R/06 اور 363-R/06 منجانب شیخ روحیل اصغر وغیرہ دائر کردہ pending ہیں۔ فیصلہ عدالت عالیہ وچیف سیٹلمنٹ کمشنر پنجاب کے بعد ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کروایا جائے گا۔

ضلع فیصل آباد۔ تحصیل سمندری میں جناح آبادیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8354: راؤ کاشف رحیم خان: کیا وزیر مال وکالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں جناح آبادیاں کتنی کہاں کہاں، کتنے رقبے اور نفوس پر مشتمل ہیں، نیز کتنے خاندانوں کو الاٹمنٹ کی گئی، مکمل تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر مال وکالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

تحصیل سمندری میں اس وقت 10 عدد جناح آبادی ہائے قائم کی گئی ہیں اور یہ چکوک نمبران 528 گ ب، 486 گ ب، 205 گ ب، 208 گ ب، 226 گ ب، 227 گ ب، 202 گ ب، 488 گ ب، 484 گ ب، 166 گ ب میں واقع ہیں جن کا کل رقبہ 739k-01M ہے۔ جناح آبادیوں میں سے 611 افراد کو پلاٹ دیئے گئے ہیں ہر ایک فرد اپنا الگ خاندان رکھتا ہے اس طرح تعداد خاندان بھی 611 ہے ابھی موجودہ گورنمنٹ نے ان

افراد کو پلاٹ الاٹ کر دیئے ہیں تعمیرات کا مرحلہ ابھی شروع نہ کیا ہے اس لئے تعداد نفوس معلوم نہ ہو سکتی ہے۔

محکمہ مال و کالونیز کے رقبہ جات و دیگر تفصیلات

*8519: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ مال و کالونیز کا کل رقبہ کتنا ہے، تفصیل ضلع وار بتائیں؟

(ب) کتنا رقبہ بنجر ہے اور کتنا آباد / زرعی ہے؟

(ج) کتنے رقبہ پر لوگ ناجائز قابض ہیں؟

(د) اس رقبہ سے محکمہ کو سالانہ کتنی آمدن وصول ہو رہی ہے؟

(ہ) حکومت ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کروانے کے لئے ٹاسک فورس بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع لاہور۔ رجسٹری برانچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8542: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں رجسٹری، ہبہ اور دیگر مدوں میں کل کتنی رقم سال 2009-10 میں حاصل ہوئی؟

(ب) رجسٹری برانچ کے کتنے دفاتر لاہور میں کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ج) ان دفاتر میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائیاں چل رہی ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) ضلع لاہور میں رجسٹری، ہبہ اور دیگر مدوں میں سال 10-2009 میں 3۔ارب 10 کروڑ 77 لاکھ 18 ہزار 122 روپے خزانے میں جمع ہوئے ہیں۔

(ب) ضلع لاہور میں کل 9 رجسٹری برانچیں ہیں جن میں سے 4 ضلع کچہری میں، 2 ماڈل ٹاؤن کچہری میں اور 3 کینٹ کچہری میں کام کر رہی ہیں۔

(ج) جملہ اہلکاران دفتر سب رجسٹراران، لاہور میں کام کر رہے ہیں جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) صرف مسٹر خالد پرویز، رجسٹری محرر داتا گنج بخش ٹاؤن لاہور کے خلاف محکمانہ انکوائری زیر سماعت ہے۔

ضلع ڈیرہ غازی خان، قبائلی علاقہ کی اراضی کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کی تفصیلات

*8545: سردار فتح محمد خان بزدار: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 19۔جنوری 2011 کو میرے سوال نمبر 2858 کے جواب میں کہا گیا ہے کہ ضلع ڈیرہ غازی خان کے قبائلی علاقہ تمن بزدار میں settlement کے سلسلے میں 66-1965 میں ابتدائی کارروائی بندوبست مکمل ہوئی، صرف مزروعہ آباد رقبہ جات پیمائش ہوئے اور ریونیو ریکارڈ تیار ہوا۔ تقریباً دس لاکھ ایکڑ رقبہ آج کل بھی بلا پیمودہ موجود ہے جس کا کوئی ریونیو ریکارڈ نہ ہے، مزید یہ کہ اس ضمن میں کوئی کارروائی زیر غور نہ ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

(ب) کیا حکومت قبائلی علاقہ کی اراضی کو سیٹلمنٹ کے ذریعے ملکیتی رقبہ کو محفوظ بنانے کے لئے کمپیوٹرائزڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ نشان زدہ اسمبلی سوال نمبر 2858 کے جواب میں کہا گیا ہے کہ بمطابق آمدہ رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو ڈیرہ غازی خان و پولیٹیکل تحصیلدار ڈیرہ غازی خان اس حد تک درست ہے کہ سال 66-1965 میں تحصیل ٹرائبل ایریا ضلع ڈیرہ غازی خان میں ابتدائی کارروائی بندوبست مکمل ہوئی، مقامی قبائل کی شورش کی وجہ سے کارروائی بندوبست کے

دوران انتہائی مشکلات کا سامنا رہا۔اس وجہ سے صرف مزروعہ آباد رقبہ جات پیمائش ہوئے اور ریونیو ریکارڈ تیار ہوا۔تقریباً سات لاکھ ایکڑ کی پیمائش اور بندوبست کے باوجود تقریباً دس لاکھ ایکڑ رقبہ آج بھی بلا پیمودہ موجود ہے جس کا کوئی ریونیو ریکارڈ نہ ہے۔اس ضمن میں کارروائی زیر غور ہے۔

(ب) جی ہاں!حکومت قبائلی علاقہ کی اراضی جس کا سیٹلمنٹ کا کام مکمل ہو چکا ہے کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ لوگوں کے حقوق کا بطریق احسن تحفظ کیا جا سکے۔

لاہور۔ستوکتلہ قبرستان کے رقبہ پر ناجائز قابضین کی تفصیلات

*8558: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں واقع ستوکتلہ قبرستان کا کل رقبہ اناسی کنال اور پندرہ مرلہ ہے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس قبرستان کی اراضی پر ناجائز قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے اگر ہاں تو ناجائز قابضین کی مکمل تفصیلات مع نام، رقبہ، تاریخ قبضہ سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے، نیز کیا حکومت ان قابضین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک ؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ستوکتلہ قبرستان کا کل رقبہ اناسی کنال اور پندرہ مرلہ ہے۔

(ب) قبرستان کا رقبہ سرکار کی ملکیت نہ ہے بلکہ پرائیویٹ آسائش دیہہ کی ملکیت ہے قبرستان کی چار دیواری نہ ہے جس کی وجہ سے لوگ ناجائز قابض ہوئے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	نام	رقبہ
1	سدھیر کھوکھر و محمد یونس وغیرہ	1-17
2	اصغر علی ولد بسے خان	0-13
3	محمد بابر ولد لطیف	0-2
4	شکیل ولد محمد لطیف	0-1-112
5	جاوید مسیح وغیرہ	0-11-113
6	جیرا مسیح	0-13
7	محمد اشرف ولد عبدالعزیز	0-11
8	یعقوب مبارک وغیرہ پسران صادق	0-10
9	منشا ولد اصغر علی	1-6
10	ریاست علی	0-0-6
11	شوکت مسیح وغیرہ	1-18

ناجائز قابضین نے پختہ تعمیرات بنا رکھی ہیں اور رہائش پذیر ہیں اور حکومت اس کو واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اور مورخہ 05-05-2011 کو TOR اقبال ٹاؤن رانا محمد اشرف عاصم صاحب نے مع عملہ وپٹواری حلقہ کارروائی کرتے ہوئے ناجائز قابضین کے مکانات کی چار دیواریاں گرائیں اور رقبہ واگزار کروایا جبکہ ناجائز قابض مسمی سدھیر کھوکھر وغیرہ بنام صوبہ پنجاب مقدمہ نمبر C/5833 مورخہ 25-02-2010 بعدالت جناب محمد آصف صاحب، سول جج درجہ اول لاہور زیر سماعت ہے جس میں حکم امتناعی جاری ہوا ہے اور سدھیر کھوکھر ناجائز قابض نے حکم امتناعی بعدالت جناب محمد آصف صاحب سول جج درجہ اول لاہور پیش کیا جس میں آئندہ پیشی مورخہ 03-06-2011 مقرر ہے جس کی انہیں مہلت دے دی گئی ہے اور رپٹ نمبر 465 مورخہ 05-05-2011 رپورٹ بابت رقبہ رہ گزاری خسرہ نمبر 1519 روزنامچہ واقعاتی میں درج کر دی گئی ہے۔بعد فیصلہ عدالت ان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

تحصیل ٹیکسلا۔پٹواری بھرتی کرنے کی تفصیلات

*8626: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ٹیکسلا میں پٹواریوں کی کمی ہے، کیا حکومت پٹواریوں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

(ب) کیا ایک پٹواری دو مختلف تحصیلوں کے مختلف پٹوار حلقوں میں تعینات کیا جا سکتا ہے؟

(ج) کیا ایک ضلع سے تعلق رکھنے والا پٹواری کسی دوسرے ضلع میں تعینات کیا جا سکتا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) تحصیل ٹیکسلا میں پٹواریوں کی کمی نہ ہے۔

(ب) کوئی پٹواری کسی دوسری تحصیل کے پٹوار حلقہ میں تعینات نہ کیا جا سکتا ہے۔

(ج) پٹواری کی اسامی چونکہ تحصیل کیڈر کی ہوتی ہے اس لئے قانون کے مطابق ایک ضلع سے تعلق رکھنے والا پٹواری دوسرے ضلع میں تعینات نہیں کیا جا سکتا۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، پٹواریوں و نائب تحصیلداروں کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*8632: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

پی پی۔117 منڈی بہاؤالدین میں پٹواریوں، قانون گو اور نائب تحصیلدار کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں، خالی اسامیوں کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

پی پی۔117 منڈی بہاؤالدین میں پٹواریوں، قانونگوؤں اور نائب تحصیلداران کی تعداد حسب ذیل ہے۔

نام اسامی	منظور شدہ	خالی
پٹواری	38	05
گرداور	04	--
نائب تحصیلدار	02	02

خالی اسامیاں گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق پُر کی جائیں گی۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، محکمہ کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*8633: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں محکمہ مال و کالونیز کا کتنا رقبہ کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنا رقبہ لیز/پٹہ / ٹھیکہ پر ہے اس سے سالانہ کتنی آمدن ہوتی ہے؟

(ج) یہ رقبہ کب کس کی اجازت سے لیز/پٹہ / ٹھیکہ پر دیا گیا؟

(د) کتنے رقبے پر کن کن لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے؟

(ہ) حکومت ان سے سرکاری رقبہ کب تک خالی کروالے گی؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں 669 ایکڑ 4 کنال 2 مرلے رقبہ ہے۔

(ب) 564 ایکڑ 4 کنال 6 مرلہ رقبہ اور آمدن سالانہ 60,56,673 روپے ہے۔

(ج) بحوالہ نوٹیفکیشن نمبری (1)CL-1190/2010-224 مورخہ 2010-01-13 منجانب بورڈ آف ریونیو پنجاب۔

(د) 05ایکڑ03کنال16مرلے پر راجہ عبدالرحمٰن سکنہ چک نمبر23تحصیل ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین نے قبضہ کر رکھا ہے۔

(ہ) لاہور ہائیکورٹ لاہور میں رٹ زیر سماعت ہے اس کا فیصلہ ہونے کے بعد رقبہ خالی کروالیا جائے گا۔

پی پی-53فیصل آباد-محکمہ کی اراضی و دیگر تفصیلات

*8638: میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: کیاوزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-53فیصل آباد محکمہ مال و کالونیز کی کتنی اراضی کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنی اراضی پٹہ/لیز/ٹھیکہ پر ہے اور ان سے سالانہ کتنی آمدن حکومت کو ہو رہی ہے؟

(ج) کتنی اراضی پر کس کس نے کب سے قبضہ کر رکھا ہے؟

(د) حکومت ان ناجائز قابضین سے کب تک یہ اراضی واگزار کروالے گی؟

(ہ) کتنی اراضی بنجر اور غیر آباد پڑی ہوئی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) پی پی-53میں کل رقبہ 6061ہے چک وار تفصیل رقبہ شامل ہذا ہے۔

(ب) پی پ-53میں واقعہ چکوک میں اراضی تعدادی 854A-0K-1Mپٹہ پر دی گئی ہے جس کی تفصیل چک وار شامل ہے۔اس سے گورنمنٹ کو مبلغ-/51,24,000روپے سالانہ آمدن ہو رہی ہے۔

(ج) رقبہ سرکار تعدادی 3287A-3K-18Mپر مختلف افراد نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے یہ ناجائز قبضہ دیرینہ ہے اور موقعہ پر مختلف افراد نے قبضہ کر کے رہائش رکھی ہوئی ہے۔

(د) ان ناجائز قابضین کے خلاف رقبہ خالی کروانے کے لئے کارروائی کی جارہی ہے۔جلد ان ناجائز قابضین سے رقبہ خالی کروالیا جائے گا۔

(ہ) پی پی-53میں واقعہ چکوک میں اراضی تعدادی 1920A-0K-0Mخالی پڑی ہوئی ہے اور موقع پر بلا قبضہ ہے۔

پی پی-53فیصل آباد-پٹواری، قانون گو و دیگر عملہ کی تفصیلات

*8639: میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: کیاوزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-53 فیصل آباد میں کتنے پٹواری، قانونگو اور نائب تحصیلدار کام کر رہے ہیں؟

(ب) پٹواریوں کی کتنی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں؟

(ج) کتنے پٹواریوں کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائیاں ہو رہی ہیں ان کے نام بتائیں؟

(د) کتنے ملازمین کے پاس ایک سے زائد حلقہ جات کا چارج ہے ان کے نام اور ایڈیشنل چارج دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) حلقہ پی پی-53 فیصل آباد میں اس وقت 15 پٹواری، 4 قانونگو اور 4 نائب تحصیلدار کام کر رہے ہیں۔

(ب) حلقہ پی پی-53 میں چھ پٹواریاں کی اسامیاں عرصہ تین سال سے خالی ہیں جس پر بوجہ پابندی نئی بھرتی نہ ہوئی ہے۔

(ج) حلقہ پی پی-53 میں تعینات شدہ پٹواریاں کے خلاف کوئی ریگولر انکوائری پیڈا ایکٹ 2006 کے تحت نہ ہو رہی ہے۔

(د) حلقہ پی پی-53 میں 06 پٹوار سرکل خالی ہیں جن کا اضافی چارج بوجہ کمی سٹاف مندرجہ ذیل پٹواریان کو دیا گیا ہے۔

نمبر شمار	نام پٹواری	اضافی حلقہ
1	سخی محمد	98گ ب
2	محمد صادق	559گ ب
3	بہادر علی	534گ ب
4	سعید احمد	624گ ب
5	احمد علی	644گ ب
6	احمد علی	625گ ب

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کی توجہ اس مسودے کی طرف دلانا چاہتی ہوں جو اس وقت ہمیں بنچوں پر provide کیا گیا ہے۔ آٹھ بل جو یہاں پر پاس کئے گئے تھے وہ گورنر کی ٹیبل سے واپس آ گئے ہیں۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس مسودہ میں پاکستان کو "پنجاب" میں تبدیل کرنے کی جو

legislationکی گئی ہے وہ ہماری legal jurisdictionمیں نہیں ہے۔اس میں سے ایک Injured Person Bill ہے جب یہ ہیلتھ کمیٹی میں آیا تھا تو اس میں specificallyیہی بات کہی تھی کہ یہ ہمارے ambitمیں نہیں آتا اور اس کی جو clausesہیں اس میں بھی ترامیم کی ضرورت ہے۔اس کو لکھ کر دینے کے باوجود یہ چیز unexplainedگئی اور جو سیکرٹری legislationہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں۔جب یہ ایجنڈے پر آئے گا اس وقت اس پر بات کریں، میں آپ کی بات ضرور سنوں گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میرا آدھا جملہ رہ گیا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔پھر سن لیں گے۔اب تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔جناب محمد محسن خان لغاری صاحب! آپ کی تحاریک التوائے کار نمبر 11/2068۔ہے۔آپ اسے پیش کریں۔

محکمہ بارڈر ملٹری پولیس ڈیرہ غازی خان کی جانب سے خالی اسامیوں کو مشتہر نہ کرنا

جناب محمد محسن خان لغاری: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ بارڈر ملٹری پولیس ڈیرہ غازی خان نے مورخہ 8۔دسمبر 2011 کو روزنامہ "ایکسپریس" کی اشاعت میں اشتہار بھرتی برائے خالی اسامیاں دیا ہوا ہے۔اس اشتہار میں اسامی سوار BS-5کی تعداد 73بتائی گئی ہے اور اشتہار میں درج ہے کہ اپنی درخواست کے ساتھ اپنی قومیت یعنی تمن لغاری بھی لازمی لکھیں۔ چونکہ اسامیاں بالا تمن لغاری کے لحاظ سے بھرتی کرنا مطلوب ہیں لیکن محکمہ ہذا نے تمن لغاری کی اسامیوں کی تعداد صرف 6 مشتہر کی ہے جبکہ تمن لغاری کی 138اسامیوں میں 99 بھرتی ہو چکے ہیں اور باقی 39اسامیاں خالی پڑی ہیں ان میں سے صرف چھ اسامیاں مشتہر کرنا، باقی 33 تمن لغاری کی اسامیوں کو مشتہر کیا گیا اور نہ ہی ان پر بھرتی کی گئی۔ تمن لغاری کی بقیہ 33اسامیوں پر بھرتی نہ کر کے تمن لغاری کے ساتھ ناانصافی کی بلکہ تمن لغاری بے روزگار نوجوانوں کو مزید پریشان کیا جو اپنی خالی

اسامیوں پر آس لگائے بیٹھے ہیں-یہ معاملہ اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے-

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 2068 کا جواب آیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج ہی اس کا notice موصول ہوا ہے لہذا اسے Monday تک pending کر دیا جائے-

MR SPEAKER: Pending till next week.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر میری ایک گزارش مان لی جائے-

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جب تک اس کا جواب نہیں آتا اور ہم اسے یہاں پر discuss نہیں کرتے تو ذرا اس عمل کو hold کر دیا جائے یہ نہ ہو کہ بھرتیاں کر دی جائیں، ترقیاں کر دی جائیں، وہ ساری چیزیں ہو جائیں-

جناب سپیکر: موجودہ پوزیشن بحال رہے-

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب یہ notice موصول ہوا تو ڈیپارٹمنٹ نے فوری طور پر ڈی سی او ڈیرہ غازی خان سے telephonically رابطہ کیا ہے---

جناب سپیکر: اب میں نے اسے pending کر دیا ہے آپ اس بارے next week میں بتائیں گے لیکن آج کے دن اس کی جو پوزیشن ہے وہی رہے گی-

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، ٹھیک ہے-

جناب سپیکر: چودھری شوکت محمود بسراء صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 12/1 ہے جی، چودھری شوکت محمود بسراء ایڈووکیٹ!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے-مسئلہ یہ ہے کہ گزشتہ کئی ماہ سے حکومت پنجاب کے ملازمین کو تنخواہ کی بروقت ادائیگی نہیں کی جا رہی---

جناب سپیکر: آپ کا ٹیلی فون on ہے-

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا فون on نہیں ہے آپ اپنا check کر لیجئے۔

جناب سپیکر: آپ Chair کے ساتھ اس طرح کر رہے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ٹیلی فون off ہے۔

جناب سپیکر: میں نے خود دیکھا ہے۔

حکومت پنجاب کے ملازمین کو تنخواہ کی ادائیگی میں تاخیر

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): چلیں ٹھیک ہے ویسے میں off کر کے آیا ہوں۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گزشتہ کئی ماہ سے حکومت پنجاب کے ملازمین کو تنخواہ کی بروقت ادائیگی نہیں کی جارہی اور ہر ماہ تنخواہوں کی ادائیگی میں بلا جواز تاخیر کی جاتی ہے۔ مہنگائی میں پسے ہوئے غریب ملازمین کو تنخواہ کی بروقت عدم ادائیگی کے باعث شدید مشکلات اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان کے زیر کفالت اہل خانہ میں بہت زیادہ اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے لیکن متعلقہ حکام کی جانب سے اصلاح احوال کے لئے کوئی اقدام نہیں اٹھایا جارہا اور تنخواہوں کی ادائیگی میں تاخیر معمول بن چکا ہے۔ حکومت پنجاب کے ملازمین کا حکومت پنجاب کے خلاف سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اسے بھی pending کر دیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ صوبہ پنجاب اس وقت مالی لحاظ سے surplus جارہا ہے اور ملازمین کو ہر ماہ تنخواہ بروقت ادا کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: آگے surplus والی بات بھی آرہی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے تنخواہوں کے issue کی جو بات کی ہے اس کا جواب تو نہیں دیا گیا، اگر آپ کا صوبہ اتنا ہی خوشحال ہے تو ---

جناب سپیکر: میں پوچھتا ہوں۔ رانا صاحب! تنخواہیں مکمل طور پر دی جا رہی ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): بالکل دی جا رہی ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ اسمبلی کا ریکارڈ check کروا لیں ملازمین کو بر وقت تنخواہیں نہیں دی جا رہیں۔ میرے خیال میں تو ہمارے لاء منسٹر صاحب کا نام Guinness Book of World Records میں آنا چاہئے [*******]

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ بسراء صاحب! میں یہ بات نہیں مانوں گا۔ آپ کی مہربانی۔ اگر آپ ایک معزز ممبر کے لئے اس طرح کے الفاظ استعمال کریں گے تو I will not allow you آپ کی بڑی مہربانی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) جناب سپیکر! آپ الفاظ حذف کر دیں لیکن میری گزارش تو سن لیں۔ انہوں نے دو باتیں کی ہیں ایک یہ کہا ہے کہ ملازمین کو بروقت تنخواہ مل گئی ہے Its my humble submission to the honourable Speaker, to honourable Chair انتہائی قابل احترام سپیکر صاحب آپ اپنا ریکارڈ check کر لیجئے اگر یہ بات صحیح ثابت ہو تو میں معذرت کروں گا ورنہ رانا صاحب کو اٹھ کر پورے House کے سامنے معذرت کرنی چاہے اور میں یہ بات on record کہتا ہوں۔ پھر انہوں نے کہا ہے کہ ہمارا صوبہ بہت خوشحال ہے اگر آپ کا صوبہ خوشحال ہے تو آج جنوبی پنجاب کی عوام سڑکوں پر اپنا حق کیوں مانگ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ کون سا حق مانگ رہے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں۔ آج جنوبی پنجاب کے عوام کیوں یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم کاٹن پیدا کریں، ہم گندم پیدا کریں، ہم لائیو سٹاک پیدا کریں اور ٹیکس بھی دیں اور ہمارا تمام کا تمام بجٹ رنگ روڈ پر لگا دیا جائے یا فلائی اوور پر لگا دیا جائے اور تخت لاہور کی سڑکیں

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

تین تین روپیہ رائے ونڈ کی طرف بنادی جائیں۔آج جنوبی پنجاب کے اندر جانور اور انسان ایک جگہ سے پانی پی رہے ہیں، آج جنوبی پنجاب کے اندر ایجوکیشن اور ہیلتھ۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) جناب سپیکر! مجھے گزارش کر لینے دیں۔

جناب سپیکر:.No please this is no way آپ کی بڑی مہربانی۔جب آپ کی باری آئے گی اس وقت بحث کر لیں لیکن آپ اس طرح کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔بڑے افسوس کی بات ہے۔لاء منسٹر صاحب نے بسراء صاحب کی تحریک التوائے کار کا جواب دے دیا ہے لیکن بسراء صاحب نے اسے challenge کیا ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ ریکارڈ check کریں اگر بروقت تنخواہیں ملی ہیں تو ذمہ داری ان کی اور اگر بروقت تنخواہیں نہیں ملیں تو اس بارے میں وہ رانا صاحب کے متعلق کچھ کہہ رہے ہیں جسے میں مناسب نہیں سمجھتا لہذا میں اسے pending کرتا ہوں۔

جناب اللہ رکھا: شوکت بسراء صاحب resign کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔میں نے آپ کو بلایا ہے اور میں نے جناب کو اس میں معاونت کے لئے کہا ہے؟ بڑے افسوس کی بات ہے۔ فی الحال اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا کیبنٹ کے اندر کوئی نئی induction ہوئی ہے چونکہ یہاں ایک نئے وزیر بیٹھے ہیں، کیا نئے وزیر بنے ہیں؟

جناب سپیکر: جب وزیر بنیں گے تو آپ کو پتا چل جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا لوگ وزراء کی کرسیوں پر بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: میں نے سنی ہی نہیں اور ان کو اسی وقت کہہ دیا ہے۔آپ نے میری بات سنی نہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ان کو وزراء کی سیٹ سے اٹھائیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تحریک التوائے کار نمبر 3/12 پڑھیں۔

صوبہ پنجاب کی جانب سے سٹیٹ بنک سے سود پر بھاری قرضہ لینا

جناب محمد محسن خان لغاری: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ڈان" مورخہ 25۔نومبر 2011 کی اشاعت کے مطابق سٹیٹ بنک آف پاکستان نے صوبہ پنجاب کی مالی بے ضابطگیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا ہے کہ تمام صوبوں نے پچھلے ساڑھے چار ماہ میں 56۔ارب روپے سٹیٹ بنک سے قرضے لئے جن میں سے صرف پنجاب نے 41۔ارب روپے قرضہ لیا ہے جو کہ ایک نہایت تشویشناک بات ہے۔سٹیٹ بنک کا کہنا ہے کہ صوبہ پنجاب سنٹرل پول سے منظور شدہ فنڈز کے اجراء میں تاخیر کی شکایت کرتے ہوئے فوری طور پر سٹیٹ بنک سے قرضہ لیتا ہے جس پر اسے بھاری سود ادا کرنا پڑتا ہے اور جس کے نتیجے میں ترقیاتی منصوبوں پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ صوبائی حکومت وفاق سے بروقت فنڈز جاری نہ کرنے کا تو کہتی ہے لیکن اس کا ٹریک ریکارڈ بتاتا ہے کہ جاری شدہ فنڈز کا استعمال سست روی کا شکار ہے اور available فنڈز کی mishandling ہو رہی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک میں جو سوال اٹھایا گیا ہے اس کا جواب بھی اسی تحریک کے اندر موجود ہے۔ بہر حال اس کا تفصیلی جواب میں محکمہ سے لے کر دوں گا اس لئے آپ اس کو next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔.Pending till next week اگلی تحریک التوائے کار نمبر 5/12 سردار خالد سلیم بھٹی کی ہے۔

سبزی منڈی بورے والا کے مغرب میں واقع کچی آبادی کا راستہ بند کرنے سے مکینوں کو پریشانی کا سامنا

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ

تحصیل بورے والا میں سرکاری طور پر سبزی منڈی شہر میں بنائی گئی ہے جو شہر کے وسط میں واقع ہے۔ سبزی منڈی کے چاروں اطراف چار دیواری بھی موجود ہے۔ سبزی منڈی میں In اور Out گیٹ ہیں۔ سبزی منڈی کے مغرب کی جانب ایک کچی آبادی عرصہ چالیس سال سے قائم ہے جس میں 500 سے زائد گھرانے تقریباً (3500 نفوس) پر مشتمل رہائش پذیر ہیں۔ اس کچی آبادی میں مکینوں کے آنے جانے کے لئے 30 فٹ کا راستہ پہلے سے موجود تھا مگر چند روز قبل اس سبزی منڈی کے چند بااثر آڑھتیوں نے اس کچی آبادی کے گھروں کے سامنے دیوار بنا کر راستہ بند کر دیا ہے۔ اب مکین اپنی کچی آبادی میں محصور ہو کر رہ گئے ہیں۔ ان کے آنے جانے کے لئے کوئی اور راستہ نہ ہے۔ یہ راستہ بند کرنے کا کوئی قانونی جواز نہ ہے کیونکہ یہ اراضی سبزی منڈی کی انتظامیہ کی نہ ہے۔ قبضہ گروپ آڑھتیوں نے کچی آبادیوں کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ متذکرہ صورتحال سے کچی آبادی کے مکینوں میں سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا notice آج ہی موصول ہوا ہے اس لئے اس کو آپ کل تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں صرف ایک بات point out کرنا چاہتی ہوں، کچھ دن پہلے وقفہ سوالات میں پوچھا گیا تھا کہ Parking Plazas میں کیا فیس charge کی جاتی ہے؟ جواب میں محکمہ کی طرف سے categorically کہا گیا تھا کہ لبرٹی پارکنگ میں گاڑیوں کی فیس -/10 روپے charge کی جاتی ہیں لیکن اس وقت وہاں پر -/30 روپے token کے charge کئے جا رہے ہیں۔ یہ minimum ہیں، on the lower side وہ -/30 روپے charge کرتے ہیں اور اگر داؤ لگ جائے تو اس سے زیادہ بھی لے لیتے ہیں۔ میں on the floor of the House یہ چیز point out کر رہی ہوں تو مہربانی کر کے متعلقہ محکمہ اس کو check کرے اور اگر ٹھیکیدار ایسا کر رہا ہے تو اس کا لائسنس cancel کیا جائے۔ جب وہاں پر computerized system لگا ہوا تھا تو overcharging کی کوئی

شکایت نہیں آئی تھی، یہ بات محکمہ نے خود تسلیم کی ہے تو اچھی چیزوں کو ہمیں continue کرنا چاہئے اور ان کو wind up نہیں کرنا چاہئے۔اب انہوں نے وہاں پر پھر وہی manual system شروع کر دیا جس کی وجہ سے یہ مسائل پیش آ رہے ہیں۔ مہربانی کر کے اس مسئلے کو حل کیا جائے تاکہ عوام کو تھوڑا سا relief مل جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے آپ کو ایک بات یاد دلانا تھی۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! جو بات محترمہ سیمل کامران نے کی ہے پہلے مجھے اس کا جواب تو لینے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس وقت ایوان میں وہ concerned وزیر نہیں ہیں۔یہ معاملہ لوکل گورنمنٹ کے تحت آتا ہے اور اس وقت ایوان میں لوکل گورنمنٹ کا وزیر موجود نہیں ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ کل آپ نے واضح ہدایات دیں، آپ کی بڑی واضح instructions تھیں کہ وزیر صاحبان ایوان میں موجود رہیں۔

جناب سپیکر: تین وزیر تشریف لا چکے ہیں۔اقبال چنڑ صاحب تشریف لے آئے ہیں، ندیم کامران صاحب تشریف فرما ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری نظر شاید کمزور ہے مجھے اقبال چنڑ صاحب نظر نہیں آ رہے۔

جناب سپیکر: وہ ابھی ادھر بیٹھے تھے۔اقبال چنڑ صاحب! اگر آپ میری بات سن رہے ہیں تو ایوان کے اندر تشریف لے آئیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ کہاں بیٹھے ہیں؟

جناب سپیکر: ابھی وہ میرے سامنے بیٹھے تھے اور شاید اب باہر چلے گئے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ یہیں تشریف رکھیں۔کیا یہ کرسیاں uncomfortable ہیں؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ وہ کوئی کام کر رہے ہوں گے۔وہ آپ کا ہی کوئی کام کر رہے ہوں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسمبلی بزنس سے زیادہ اہم کون سا کام ہے؟ اسمبلی کا بزنس زیادہ اہم ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ ضروری ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم منتخب ہو کر اس اسمبلی میں نمائندگی کے لئے آتے ہیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! مجھے پہلے سیمل کامران صاحبہ کی بات کا جواب لینے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اسی اجلاس میں آپ نے معزز ایجوکیشن منسٹر صاحب سے کہا تھا کہ پرائیویٹ سکولوں کے حوالے سے جو کمیٹی بنی ہے اس کی دوبارہ سے میٹنگ call کر لیں لیکن ابھی تک وہ میٹنگ نہیں ہوئی۔ وہی بات ہے کہ منسٹر صاحبان یہاں پر آنے کی زحمت ہی نہیں کرتے۔ میری ایک humble گزارش اور تجویز ہے کہ اس ایوان کے پوشش تبدیل کرا لیں، شاید یہ uncomfortable seats ہیں یا ان میں کوئی کانٹے لگے ہوئے ہیں کہ جو یہاں پر سکون سے بیٹھا نہیں جا سکتا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے جس میٹنگ کے حوالے سے ابھی بات کی ہے اس بارے میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ میٹنگ 18 تاریخ کو رکھی ہوئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: آپ کی بھی مہربانی۔ رانا صاحب! لبرٹی مارکیٹ کی پارکنگ میں overcharging ہو رہی ہے۔ آپ اس کا نوٹس لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کی واضح ہدایات کے باوجود صرف تین وزیر صاحبان ایوان میں آئے ہیں تو جو وزیر نہیں آئے ان کے سلسلے میں آپ کیا فرمائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، مجھے ان کی رپورٹ ملنے دیں پھر بات کروں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کیا رپورٹ ملنے کے بعد آپ انہیں Show Cause Notice issue کریں گے؟

جناب سپیکر: ایسے نہ کہیں، دیکھیں! وہ منسٹر ہیں۔ ذرا خیال کیجئے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

(معزز ممبر نے بیٹھے بیٹھے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا)

MR SPEAKER: You are sitting. You can not raise a point of order while you are sitting. This is my ruling.

سید حسن مرتضیٰ: جی، بہتر ہے۔ جناب سپیکر! یہاں کچھ دیر پہلے میری بہن ڈاکٹر سامیہ امجد بات کر رہی تھیں تو آپ نے انہیں بٹھا دیا کہ وقت آنے پر یہ بات کرنا۔ اگر اس ایوان میں کوئی ایسا کام ہو کہ جس سے اس کا تقدس پامال ہو تو کیا اس کے حوالے سے بات نہ کی جائے؟

جناب سپیکر: دیکھیں، جب یہ بات ایجنڈا پر آئے گی تو پھر بات کر لیجئے گا۔ اگر آپ اپنے کام کے لئے serious ہیں تو مہربانی کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بڑا serious ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس ایوان کا تقدس بحال رہے اس لئے میں وقتاً فوقتاً آپ کو زحمت دیتا رہتا ہوں، غلط چیزوں کو درست کرنے کی استدعا کرتا ہوں اور آپ مہربانی فرماتے رہتے ہیں۔ میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارے جو Bills واپس آئے ہیں ان پر اس صوبے کی غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی سے کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر سامیہ امجد نے مجلس قائمہ کے اندر اختلاف کیا اور انہوں نے کہا کہ جو آپ کرنے جا رہے ہیں یہ انتہائی غلط کام ہے لہذا اسے نہ کیا جائے لیکن وہاں پر بھی Secretary Legislation نے اس کو bulldoze کرایا اور فٹافٹ، افراتفری کے عالم میں اسے اس ایوان میں لایا گیا، پھر یہاں پر کلہاڑا اور بلڈوزر چلا کر پاس کیا گیا اور اسے گورنر ہاؤس میں جا کر پھینک دیا گیا۔ یہ انتہائی غلط کام ہوا ہے۔

جناب سپیکر: میں گواہ ہوں کہ یہاں پر کلہاڑا اور نہ ہی بلڈوزر چلا ہے۔ اللہ کا شکر ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ responsibility fix کریں کہ کن لوگوں نے یہ غلط کام کیا یا کروایا ہے۔ یہ آئین سے انحراف ہے۔ اس حوالے سے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ایک کمیٹی بنائیں بلکہ اس بابت ایک Judicial Commission قائم کیا جائے۔ اس سارے معاملے کی inquiry کرائی جائے کہ یہ غلط کام کیوں ہوا ہے؟

سرکاری کارروائی

بحث

امن عامہ پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: اس کو ایجنڈے پر آنے دیں پھر اس بابت بات کی جائے گی۔اب آپ تشریف رکھیں۔ معزز ممبران! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ امن عامہ پر بحث کا آغاز مورخہ 4۔جنوری2012 کو وزیر قانون کی تقریر سے ہوا تھا۔اس موضوع پر بحث کل مورخہ 5۔جنوری2012 کو جاری رہی اور آج بھی بحث جاری ہے۔عام بحث میں حصہ لینے والے ممبران کی مرتب کردہ فہرست میں 27 ممبران کے نام موجود ہیں تاہم اگر ان کے علاوہ بھی کوئی معزز ممبر بحث میں حصہ لینا چاہتا ہے تو وہ اپنا نام مجھے بھجوا دے۔اس کے بعد متعلقہ وزیر wind up کریں گے۔آج بحث کا آغاز چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) صاحب کریں گے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ نے مجھے جس محبت، جس خلوص اور جس پیار سے مخاطب کیا میں آپ کا ممنون ہوں۔گزارش یہ ہے کہ جس دن لاء اینڈ آرڈر کے حوالہ سے بحث کا آغاز کیا گیا، ہمارے وزیر قانون نے اس بحث کو open کیا۔ مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہم آج وزیر قانون سے یہ توقع رکھتے تھے کیونکہ اُن کا ماضی اس بات کا گواہ ہے کہ انہوں نے ایک آمریت کے خلاف بڑی جدوجہد کی لیکن انہوں نے اُس دن جس طرح پولیس کو defend کیا، انہوں نے جس طرح پولیس کا ترجمان بن کر یہاں پر پولیس کے کالے کرتوتوں کو چھپایا تو یقین مانئے میں سمجھتا ہوں کہ میں اُس دن وہ رانا ثناء اللہ ڈھونڈتا رہا جو آمریت کے خلاف لڑ رہا تھا اور جو بانگ دہل سچ بولا کرتا تھا لیکن اُس دن ہر سر شرم سے جھک گیا، جب یہ کہا گیا کہ آج پنجاب میں پولیس کے حوالے سے راوی چین ہی چین لکھتا ہے۔ اُس دن پولیس کی جتنی تعریف کی گئی میرا خیال ہے کہ ہمارے وزیر قانون کا نام گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں آنا چاہئے اور اُس لسٹ میں آنا چاہئے جس میں تاریخ میں سب سے زیادہ جھوٹ بولنے والوں کا نام ہو۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ وزیر قانون نے اپنی opening speech میں جو facts and figures دیئے وہ جھوٹ کا ایک پلندہ تھا۔انہوں نے سب سے پہلے اس بات سے آغاز کیا کہ اس

وقت پنجاب کے اندر جو چوری چکاری، ڈاکے اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے اس کا تعلق سوئی گیس اور واپڈا سے ہے۔ اگر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کا تعلق ان چیزوں سے ہے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ کہنا چاہتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! آپ یہ بیان دینا چاہتے ہیں کہ پنجاب میں سوئی گیس اور بجلی کی لوڈ شیڈنگ کا کوئی مسئلہ نہیں ہے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) جناب سپیکر! میں یہ بات بالکل نہیں کہنا چاہتا۔ اس وقت پنجاب میں بجلی اور گیس کا بحران بھی ہے لیکن مجھے ان الفاظ پر افسوس ہوا جو ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ جو مزدور فیکٹریوں میں محنت کرتے ہیں، جو دن کو کما کر رات کو اپنے بچوں کو کھلاتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مزدور ڈاکے اور چوریوں میں ملوث ہیں تو یہ بات انتہائی قابل افسوس تھی۔ اگر یہی بات درست ہے کہ بجلی اور گیس کے بحران کی وجہ سے ڈاکے اور چوریاں بڑھ رہی ہیں تو مجھے بتائیے کہ 2008 سے لے کر 2011 تک پولیس کی تنخواہیں دُگنی کر دی گئیں، پولیس کا بجٹ پہلے سے بڑھا کر 183 بلین روپے کر دیا گیا تو وہ پھر کیوں کیا جا رہا ہے؟ انہوں نے اُس دن وزیر داخلہ رحمٰن ملک کے حوالہ سے بھی کچھ چیزیں quote کیں کہ وہ facts and figures دہشت گردی کے حوالے سے ہیں۔ میرے پیارے اور قابل وزیر قانون کو یہ بھی علم نہیں ہے کہ وہ facts and figures دہشت گردی کے حوالہ سے تھے اور وہ facts and figures میرے پاس بھی موجود ہیں وہ میں بھی پڑھ دیتا ہوں۔ پنجاب میں undoubtedly دہشت گردی کے حوالہ سے کم واقعات ہوئے، بلوچستان نمبر ایک پر رہا، خیبر پختونخواہ، سندھ اور پھر پنجاب آیا، انہوں نے وہ تمام کے تمام figures بھی غلط بولے۔

جناب سپیکر! مجھے ابھی تک یاد ہے کہ جب خادم اعلیٰ صاحب نے وزیر اعلیٰ کا حلف اُٹھایا، اُن کی تقریر کے یہ الفاظ تھے کہ پنجاب کے اندر سے تھانہ کلچر ختم کر دیا جائے گا۔ ماشاء اللہ آپ بھی اور آپ کے بزرگ بھی کافی دہائیوں سے اسی سیاست میں عوام کی خدمت کرتے آ رہے ہیں۔ تھانہ کلچر میں دلالوں اور ٹاؤٹوں کا عروج ہے، آج بھی تھانہ کا ڈی ایس پی اور ایس ایچ او وہاں کے منشیات فروشی کے اڈوں، جسم فروشی کے اڈوں اور جواء پرچی کے اڈوں سے منتھلیاں لیتے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بسراء صاحب جھوٹ بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! میری بات سُنیں، اگر آپ ایسا کریں گے تو میں آپ کو ایوان سے باہر نکال دوں گا۔ (قطع کلامیاں)

This is no way. This is no way.آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ!آپ بھی خاموشی اختیار کریں۔ بسراء صاحب کو بات کرنے دیں۔ جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) جناب سپیکر! آج کے تھانے سلاٹر ہاؤس بنے ہوئے ہیں، وہاں پر کسی کو انصاف نہیں ملتا۔ میں حلفاً یہ بات کہتا ہوں کہ اب رشوت کا ریٹ پہلے سے بڑھ گیا ہے۔ پہلے صرف ملزم سے رشوت لی جاتی تھی اب سودا اس طرح طے ہوتا ہے کہ کچھ ٹاؤٹ ہوتے ہیں، کچھ چٹی دلال ہوتے ہیں اور تھانے کے اندر مک مکا کر کے پرچے درج ہو جاتے ہیں اور پرچے خارج بھی ہو جاتے ہیں۔ سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ اس وقت ہمارے صوبہ پنجاب میں جنگل کا قانون ہے، یہاں پر چوروں اور ڈاکوؤں کا راج ہے اور اس طرح کا قانون تو سکھا شاہی میں بھی نہیں تھا۔ پہلے تو ڈاکے شاید راتوں کو پڑتے تھے، ابھی ہمارے ایک ایم پی اے نعیم بھابھاوہاڑی جا رہے تھے تو دن دہاڑے ڈاکوؤں نے اُن کی گاڑی روکی اور انہیں جنگل میں لے گئے، اُن سے گاڑی بھی چھین لی گئی، انہیں مارا بھی گیا اور جاتے ہوئے کہا گیا کہ یہ سو روپیہ لے لیں اور واپس اپنے حلقہ میں پہنچ جائیں۔

جناب سپیکر! ہماری بہن ساجدہ میر اور ہماری بہن آمنہ اُلفت کے ساتھ بھی ڈکیتیاں ہوئی ہیں اور میں اس لئے مثالیں دے رہا ہوں کہ ہم لوگ پنجاب کے اس معزز ایوان کے نمائندے ہیں اور ہمارے ساتھ ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔ اس کو چھوڑ دیں، جی او آر میں افسران کے گھروں میں چوریاں ہوئیں اور ڈاکے پڑے لیکن آج تک اُن کا کچھ پتا نہیں ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ آج جنوبی پنجاب کے اندر جا کر دیکھئے، کلیجہ منہ کو آتا ہے، وہاں کا محرر بادشاہ بنا ہوا ہے۔ ایس ایچ او اور ڈی ایس پی کو ملنا تو درکنار، وہاں پر ہم محرر سے نہیں مل سکتے۔ آج مجھے کھل کر کہنے دیجئے کہ وہاں پر دہشت گردوں کی جماعتوں کا عروج ہے اور آپ کو یاد ہوگا کہ تمام مذہبی جماعتوں نے وزیر قانون کے استعفیٰ کا مطالبہ کیا تھا اور اُن کا یہ مطالبہ اس لئے تھا کہ [*******] آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ پنجاب کا امن ٹھیک ہوگا۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! آپ track سے اُتر رہے ہیں، پھر مجھے آپ کو خاموش کرانا پڑے گا۔ بسراء صاحب کے ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

بسراء صاحب! میں اب آپ کی بات نہیں سنوں گا۔ اب آپ کی بات سُننا میرے لئے مشکل ہے۔ ان کا مائیک بند کر دیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میں نے نوٹس لے لیا ہے، آپ تشریف رکھیں۔ بسراء صاحب! آپ اس معزز ایوان کے معزز ممبران کی عزت کا تھوڑا سا احساس کیجئے اور اپنی عزت کا بھی احساس کیجئے۔ (قطع کلامیاں)
منڈا صاحب! آپ کس کی اجازت سے بول رہے ہیں؟ میں نے آپ کو Floor نہیں دیا۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ بسراء صاحب! آپ اپنی بات wind up کریں۔ میں آپ کو پانچ منٹ اور دیتا ہوں، اس کے علاوہ آپ کو ٹائم نہیں ملے گا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ جب ایک ایس ایچ او کو لگانے کا اختیار پرنسپل سیکرٹری کے پاس ہو گا تو آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ صوبے میں امن ہو گا۔ اگر ضلع کا ڈی پی او honest and capable ہو تو ضلع کے اندر چوری، ڈکیتی اور رشوت نہیں ہو سکتی، یہ تو ہو سکتا ہے کہ ان چیزوں کو minimize کیا جا سکتا ہے۔ اگر ڈی آئی جی اہل ہو تو ڈی پی او کی کس طرح جرأت ہے کہ اُس کے ہوتے ہوئے ضلع کے اندر امن نہ ہو۔ اگر آئی جی اہل ہو تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ ڈی آئی جی اور ڈی پی او کی جرأت ہو کہ صوبے کے اندر امن نہ ہو اور اگر وزیر اعلیٰ اہل ہو تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ صوبے کے اندر امن نہ ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ good governance کا جو نعرہ لگایا گیا تھا، آج میں آپ کو crimes کی report دے دیتا ہوں جو وزیر قانون نے فرمائی تھی وہ سن لیجئے اور ان کا موازنہ کر لیں۔ صوبہ پنجاب میں نومبر 2011 تک کل 3,88,275 کیس رجسٹرڈ ہوئے اور پچھلے سال 3,56,108 کیس رجسٹرڈ ہوئے۔ یہاں کہا جاتا ہے کہ اب پہلے سے بہت امن ہے۔ میں یہاں پر یہ بھی واضح کر دوں کہ ان میں قتل کے 6208، ارادہ قتل کے 7233، زخمی 20666، اغواء 14055، اغواء برائے تاوان 204، ریپ 2506، گینگ ریپ 207، ڈکیتی 3706، رہزنی 19046 اور 382 theft under section کے 2222 کیس ہیں۔ یہ وہ اعداد و شمار ہیں جو ریکارڈ پر ہیں اور جو حکومت کے تیار کردہ ہیں۔ ان میں وہ اعداد و شمار نہیں ہیں کہ جب کوئی مدعی پرچہ درج کرانے جاتا ہے تو مجھے اس بات کا اندازہ ہے کہ وہاں پر پرچہ درج کرانے کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا جاتا ہے کہ بہت سارے لوگ چکر لگاتے ہیں اور ان کے پرچے درج نہیں ہوتے۔ میں وہ اعداد و شمار بتا رہا ہوں جو پولیس اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کا تیار کردہ ہے۔ مویشیوں کی چوری 7915، موٹر وہیکلز 6622 اور 29515 others ہیں۔ میں نے یہ اعداد و شمار صرف اس لئے پڑھے ہیں کہ ہمارے وزیر قانون کے نیچے تو ہوم منسٹری بھی ہے اور وہ خود لاء منسٹر بھی ہیں۔ اگر یہ حقائق میرے پاس موجود ہیں جو ان کی ہوم منسٹری اور لاء منسٹری کے تیار کردہ ہیں اور پولیس کے دیئے ہوئے ہیں۔ اگر وہ مان لیتے کہ ہاں آج پنجاب

پولیس اسٹیٹ بن چکا ہے تو شاید ہم لوگ بھی کہتے کہ لاء منسٹر نے اس بات کو مانا ہے کہ آج پنجاب میں چوریاں اور ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔ Exception کو چھوڑ کر میں بھی ان کی تعریف کرتا ہوں کہ جن لوگوں نے اپنی جان کی پروانہ کرتے ہوئے ہمارے کل کے لئے اور مستقبل کے لئے اپنی جانیں قربان کیں ان پولیس والوں کو میں بھی یہاں کھڑا ہو کر سلام پیش کرتا ہوں لیکن ہم majority کی بات کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ exceptions ہر جگہ پر موجود ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر! اگر آج بھی اس بات پر غور نہ کیا گیا تو یقین مانئے کل صرف لاہور کے اندر ساٹھ ڈاکے پڑے ہیں۔ اس کے علاوہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جہاں سے ہمارے لاء منسٹر کا تعلق ہے یعنی ضلع فیصل آباد اس وقت جرائم، قبضہ گروپ، چوریوں اور ڈکیتیوں میں پہلے نمبر پر ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنے وزیر اعلیٰ سے جو اس ایوان کے بھی وزیر اعلیٰ ہیں اور ہماری بد قسمتی ہے کہ اتنے دن گزر جانے کے باوجود آج کتنا اچھا ہوتا کہ وزیر اعلیٰ یہاں موجود ہوتے اور وہ ہماری آہ و پکار سنتے۔

جناب سپیکر: وہ ملک سے باہر ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پہلے تو یہیں تھے۔ وہ دو دن سے باہر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ آپ wind up کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر آج وہ ادھر ہوتے اور ہماری آہ و پکار سنتے تو شاید کوئی بہتری کی توقع ہوتی لیکن جب اس ایوان کو ربڑ سٹیمپ سمجھ لیا جائے گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس معزز ایوان کی بے عزتی نہ کریں، آپ اس ایوان کی توہین کر رہے ہیں۔ آپ باہر جو مرضی کریں لیکن میں یہ برداشت نہیں کروں گا۔ آپ کی مہربانی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آخری بات کر کے wind up کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف خادم اعلیٰ کے لئے ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ:

مٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے
منصف ہو تو حشر برپا کیوں نہیں کرتے

جناب سپیکر! میں آج اپنے دل سے بات کرتا ہوں، آج میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ آج یہاں کسی کی جان، مال اور نہ ہی عزت محفوظ ہے۔ راولپنڈی میں چھ چھ سالہ بچیوں کے ساتھ ریپ ہوا، فیصل آباد میں ریپ ہوا اور چودہ چودہ لوگوں کو جلا دیا گیا۔ مجھے عرض کرنے دیجئے کہ ہمارے ہی ایوان کا ایک ممبر رضوان گل جن کے بارے میں یہاں اسی ایوان میں کھڑے ہو کر لاء منسٹر نے کہا، وہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ایم پی اے تھے لیکن میں ان کی بات یہاں پر ضرور quote کرنا چاہتا ہوں آپ ریکارڈ دیکھ سکتے ہیں ان کے متعلق کہا گیا کہ وہ بے گناہ ہیں اور ان کا چالان نہیں ہونے دیا جائے گا آج جا کر دیکھئے کہ وہ بھی جیل کے اندر پڑے ہوئے ہیں۔ یہاں لاء منسٹر نے خود کہا کہ وہ بے گناہ ہیں۔ میں آخری بات کر رہا ہوں کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے چھ دفعہ تو کہہ دیا ہے کہ آخری بات ہے۔ مہربانی۔ میں نے جتنا آپ کو ٹائم دیا ہے اور کوئی نہیں دے سکتا۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آج چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کیا جا رہا ہے۔ خواتین کے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ ہماری وہ حوا کی بیٹیاں، ہماری مائیں اور بہنیں ہیں جن کو تھانوں کے اندر بند کر دیا جاتا ہے۔ آج ریپ کے کیس اٹھا کر دیکھ لیجئے اور تشدد کے کیس دیکھ لیں ان میں صوبہ پنجاب پہلے نمبر پر ہے تو پھر مجھے کہنے دیجئے کہ:

اج آکھاں وارث شاہ نوں کتھوں قبراں وچوں بول
تے اج کتاب عشق دا کوئی اگلا ورقا پھول
اک روئی سی دھی پنجاب دی تو لکھ لکھ مارے وین
اج لکھاں دھیاں روندیاں تینوں وارث شاہ نوں کہن
اٹھ دردمنداں دیا دردیا اٹھ تک اپنا پنجاب
اج بیلے لاشاں وچھیاں تے لہو دی بھری چناب
اج سبھے کیدو بن گئے ایتھے حُسن عشق دے چور
اج کتھوں لیاواں لبھ کے میں وارث شاہ جیا ہور

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی، علی اصغر منڈا صاحب!

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اختلاف چودھری شوکت محمود بسراء ایوان سے باہر چلے گئے)

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اپنے فاضل ممبر سے گزارش کروں گا کہ اگر ہمت ہے تو سامنے آ، اگر ہم ساہے تو پھر بھی سامنا کر، سننے کا حوصلہ رکھ یہ بڑے ظرف کی بات ہوتی ہے کہ بندہ سامنے بیٹھ کر سنے، سچ سننے کی طاقت شاید اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہی نصیب کی ہے اور جھوٹ بولنے والے دوڑ گئے ہیں جسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ "نس گئے نیں" سچ بولنا بڑا مشکل کام ہے اور جھوٹ بولنا بہت آسان ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے جواب دینا ہے منڈا صاحب جواب نہ دیں۔ یہ غلط کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ جی، منڈا صاحب!

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اختلاف چودھری شوکت محمود بسراء ایوان میں واپس آ گئے)

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں پنجاب کی نمائندگی کر رہا ہوں اور آپ کو متوجہ کر کے گفتگو کر رہا ہوں۔ میں یہاں کھڑا ہو کر نو کروڑ عوام کے نمائندہ ایوان میں پنجاب کی نمائندگی کرنے کے لئے بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے امن عامہ پر بحث کرنے کے لئے موقع دیا۔ میری گزارشات پر ہمیشہ ہمارے کچھ ساتھیوں کو problem ہوتی ہے۔ میں بڑے ادب سے گزارش کروں گا اور کوشش کروں گا کہ اخلاق کا دامن نہ چھوڑوں اور سچ سے کام لوں۔ اگر میرے کسی دوست کو میری گزارشات میں سے کوئی لفظ یا بات بری لگے تو وہ ہمت، حوصلے اور ظرف کے ساتھ سن لے۔ وہ اپنی باری پر جواب بھی دے دے تو ہم جواب سننے اور جواب دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وقت پورا ہو گیا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں تو صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ٹائم کا فیصلہ تو Chair نے کرنا ہے ان جعلی لیڈروں اور کاغذی سیاستدانوں نے نہیں کرنا۔ آج جب لاء اینڈ آرڈر کی بات ہوتی ہے تو میں مخالفت برائے مخالفت میں بات نہیں کروں گا۔ مجھ سے پہلے بھی مقررین نے یہ باتیں کی ہیں لیکن میں facts and figures کے ساتھ اس کی تفصیل میں جاؤں گا۔ گزارش

یہ ہے کہ جب اس ملک کی معیشت بہتر ہو جائے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس ملک میں سب سے پہلے امن عامہ ٹھیک ہو گا کیونکہ میرا مذہب اور پوری دنیا کا عالمگیر مذہب اسلام ہے اور اسلام میں سب سے پہلے معیشت کی مضبوطی اور بحالی کی بات ہوتی ہے۔ معیشت کی بات پہلے اور امن کی بات بعد میں ہوتی ہے۔ جب آپ کسی ملک اور معاشرے کی معیشت کو بہتر کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں کے لوگوں کے لئے روزگار کے مواقع پیدا کریں گے تو وہاں پر امن قائم ہو گا لیکن جب آپ لوگوں سے روزگار چھین لیں گے، زراعت بند کر دیں گے، صنعت بند کر دیں گے، سوئی گیس، تیل اور بجلی نہیں ملے گی تو پھر چوریاں، ڈکیتیاں ہوں گی اور لوگ بد معاش بنیں گے۔ پھر موجودہ پولیس تو کیا، آپ آسمان سے بھی ایسی کوئی مخلوق لے آئیں تو وہ بھی اس بگڑی ہوئی معیشت میں امن عامہ کی صورتحال کو بہتر نہیں کر سکتی۔ امن عامہ کی صورتحال کو بگاڑنے، خراب کرنے اور اس کا ستیاناس کرنے میں جن لوگوں کا قصور ہے اُن ذمہ دار لوگوں کو ڈھونڈنا چاہئے اور ان کو کیفر کردار تک پہنچانا چاہئے۔ جن لوگوں نے مزدور کے منہ سے روٹی کا نوالہ تک چھین لیا، جن لوگوں نے فیصل آباد اور ملک کے باقی دیگر علاقوں میں انڈسٹری کا بیڑا غرق کر دیا، جن لوگوں نے سوئی گیس کا ستیاناس کر دیا، جن لوگوں نے چار سال تک اقتدار میں مست رہنے کے باوجود اور اقتدار کے نشے لوٹتے ہوئے اقتدار کی آڑ میں ڈاکے ڈالے، میں ان کی کیا مثال دوں؟ یہاں تو ایک اسلامی فریضہ حج کی آڑ میں بھی حاجیوں کو لوٹا گیا ہے۔ اِن لوگوں کی آپ کیا مثال دیں گے کہ ایک یونٹ بجلی پیدا کرنے کے لئے ایک قدم بھی نہ اٹھایا گیا۔

جناب سپیکر! کالا باغ ڈیم جس کی estimation اور اس کی دیگر formalities پر پاکستانی عوام کا کروڑوں روپیہ ضائع ہوا، اُس پراجیکٹ اور golden opportunity کو ایک کھٹارے میں ڈال دیا گیا اور اسے ایک سرد خانے میں ڈال کر اس کا راستہ روک دیا گیا۔ مزید صوبائیت کی وہ فضا قائم کی کہ صوبوں کو صوبوں سے لڑانے کے لئے ان لوگوں نے مجرمانہ سازشیں کیں اور آنے والا وقت یہ بتائے گا کہ پاکستان کے ساتھ کن لوگوں نے پیار کیا، کن لوگوں نے اس کی نظریاتی سرحدوں کو مضبوط کیا، کن لوگوں نے صوبائی تعصب پیدا کیا اور صوبائی تعصبات کو پیدا کرنے کے محرکات بنے؟ آج یہ پولیس کی بدنامی اور اس کی inefficiency کی بات کرتے ہیں تو میں بھی یہاں پولیس کی کوئی تعریف کرنے نہیں آیا بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ ہر جگہ پر ملے جلے لوگ ہیں۔ یہ لوگ جو پولیس کے متعلق اپنی language استعمال کرتے ہیں اِنہیں اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے۔

جناب سپیکر: منڈ صاحب! آپ wind up کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں wind up ہی کر رہا ہوں۔ پولیس والوں میں آپ کے اور ہمارے ہی بھائی ہیں اور اسی ملک کے باسی ہیں۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ وہی پولیس ہے جس نے دہشت گردی کے خلاف اس ملک کی سرحدوں پر اندرونِ ملک اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور جرائم کو کنٹرول کیا۔ آپ کو ان کی جانوں کے نذرانے یاد رہنے چاہئیں۔

جناب سپیکر: آپ wind up کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آخری بات کہنا چاہوں گا جسے میرے اپوزیشن کے تمام دوست غور سے سن لیں کہ آپ کی صفوں میں کیسے کیسے جھوٹ بولنے والے لوگ شامل ہیں؟ یہ اپنے آپ کو کاغذی لیڈر کہتے ہیں اور جعلی لیڈر بنتے ہیں لیکن میں بات ثبوت کے ساتھ کرتا ہوں۔ اگر میں ثبوت پیش نہ کر سکا تو رب کعبہ کی قسم! میں اسمبلی سے استعفیٰ دے دوں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب آپ اپنی بات ختم کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ میری بات سن لیں۔ [*******]

جناب سپیکر: منڈا صاحب! ایسی بات نہ کریں۔ مہربانی کریں اور اس کو کارروائی کا حصہ نہ بنائیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! [*******]

جناب سپیکر: منڈا صاحب! آپ ایسی بات نہ کریں۔ بچے سب کے برابر ہوتے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! [*******]

جناب سپیکر: بچے سب کے برابر ہوتے ہیں اور جس کا علاج کیا گیا وہ سب کا بچہ ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! [*******]

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ منڈا صاحب! ایسی بات نہیں کیا کرتے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آئیں! ہم بتاتے ہیں کہ کس طرح سے اس صوبہ کے عوام کی خدمت کی جاتی ہے؟ اگر ایک روپیہ بھی ہم نے اپنے بیٹے بیٹیوں کے علاج کے لئے غریبوں کے فنڈ سے لیا ہو تو ہم resign دے دیں گے ورنہ resign آپ کو دینا ہوگا، آپ کو دینا ہوگا اور آپ کو دینا ہوگا۔

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 1998 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ پلیز اب آپ تشریف رکھیں۔ جی، محسن خان لغاری صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کیا مجھے جواب دینے کی اجازت ہے کیونکہ ذاتی بات کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ بات نہ کریں کیونکہ میں نے خود ہی notice لے لیا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں personal explanation پر ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ بچے کے حوالے سے میں کوئی بات نہیں سنوں گا۔ منڈا صاحب! آپ زیادتی کرتے ہیں، ایسی بات آپ ایوان میں نہ کیا کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! اگر آپ نے notice لیا ہے تو منڈا صاحب کی طرف سے کہے گئے تمام الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: ان کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ منڈا صاحب کا نام لسٹ میں نہیں تھا۔

جناب سپیکر: دراصل باری کلو صاحب کی تھی جس پر منڈا صاحب آ گئے تھے اس لئے میں نے انہیں اجازت دی تھی مگر آپ کے نمبر پر انہوں نے بات نہیں کی۔ اگر آپ نے بات کرنی ہے تو کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ ایوان اس بات کا گواہ ہو گا کہ میں نے جب بھی بات کی ہے relevant ہی کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں بھی سنتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: منڈا صاحب نے جو بات کی ہے سوائے personal attacks کے اُس کا لاء اینڈ آرڈر سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

جناب سپیکر: اُس کو چھوڑ دیں اور اپنی بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے اُن کو بے تحاشا وقت دے دیا ہے۔ میں کوئی کام کی بات کرنا چاہتا ہوں تو مجھے آپ کہتے ہیں کہ ٹائم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو پانچ منٹ دیتا ہوں لہذا اپنی بات کریں۔
چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! منڈا صاحب بھی لاء منسٹر صاحب کے [***] ہیں۔
جناب سپیکر: بسراء صاحب کا غیر پارلیمانی لفظ کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔ چونکہ پینل آف چیئرمین میں سے کوئی صاحب تشریف نہیں رکھتے لہذا میں چودھری محمد شفیق صاحب سے کہوں گا کہ وہ یہاں کچھ منٹ کے لئے کرسی پر تشریف لائیں۔
جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کبھی اپوزیشن والوں کو بھی chance دے دیا کریں۔
جناب سپیکر: وہ میری اپنی صوابدید ہے اور آپ مجھے bound نہیں کر سکتے۔
جناب محمد محسن خان لغاری: جی، بالکل آپ کی صوابدید ہے لیکن غیر جانبداری یہی ہوتی ہے۔
جناب سپیکر: پینل آف چیئرمین میں اپوزیشن ممبر کا نام ہے۔ اگر آپ کے ممبر ہوتے تو میں اُن سے ہی کہتا۔
جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! حکومت کے تین ممبر پینل آف چیئرمین میں شامل ہوتے ہیں مگر وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ ایسا کریں کہ منڈا صاحب کو کرسیٔ صدارت پر بٹھادیں، اُن کو شاباش ملنی چاہئے۔
جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر چودھری محمد شفیق کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! آپ کو اس کرسی پر بیٹھنے پر میری طرف سے مبارک ہو کیونکہ اس کرسی کی بہت سخت ذمہ داری ہوتی ہے۔
جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔
جناب محمد محسن خان لغاری: یہ کرسی غیر جانبدار ہوتی ہے جو سب کی بات سنتی ہے۔
جناب چیئرمین: انشاء اللہ آپ کو بھرپور طریقے سے سنیں گے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین!آج ہماری لاء اینڈ آرڈر پر debate ہو رہی ہے۔ میرے باقی دوست پورے پنجاب کی بات بڑی تفصیل کے ساتھ کر چکے ہیں لیکن میں صرف اپنے علاقے ڈیرہ غازی خان اور راجن پور میں Law Enforcement Force کے بارے میں کچھ گزارشات پیش کروں گا جو صرف ہمارے دو اضلاع میں ہے،ان کے بارے میں کچھ گزارشات کروں گا۔ڈیرہ غازی خان اور راجن پور جس وقت ایک ہی ضلع ہوا کرتا تھا اور یہ colonial India کی حد ہوتا تھا اور اس سے آگے جب بلوچستان شروع ہوتا تھا تو وہاں پر انتظامات مختلف ہوتے تھے باقی انڈیا سے اس بارڈر کو protect کرنے کے لئے 1904 میں ایک Act کے تحت ایک فورس بنائی گئی تھی جس کا originally نام North West Frontier Province Border Military Police تھا کیونکہ یہ سارا علاقہ اس وقت North West Frontier Province ہی کہلاتا تھا اور پشاور وغیرہ بھی سب لاہور کے نیچے ہی آتے تھے اور غالباً 1935 میں الگ ہوئے تھے۔ وہ فورس ہمارے بارڈر کو protect کرتی ہے اور اس فورس کے اندر سب سے اچھی خاصیت یہ ہے کہ community policing کا ایک consent ہے جو اب ساری دنیا کے اندر بڑی popular ہو رہی ہے۔ ساری دنیا کے اندر پولیس لوکل ہوتی ہے، metropolitan polices ہوتی ہیں مطلب یہ ہے کہ لاہور کا ایک آدمی لاہور کے اندر ہی زیادہ بہتر policing کر سکتا ہے، سرگودھا والا آدمی سرگودھا کے اندر زیادہ بہتر policing کر سکتا ہے اور ڈیرہ غازی خان کے ٹرائیبل ایریا میں ہمارے پاس اس کا ایک ورکنگ ماڈل موجود ہے۔ڈیرہ غازی خان کے ٹرائیبل ایریا غالباً اگر میں بھول نہیں رہا تو تقریباً 25 تھانے ہیں اور ان تھانوں کی جرائم کی شرح پورے سال کے ڈیرہ غازی خان شہر کے صدر تھانے کے جرائم سے کم ہوں گے اور settled area ڈیرہ غازی خان شہر کے صدر تھانے کے ایک مہینے یا شاید 15 دن کے جرائم بھی اس سے زیادہ ہوں گے کیونکہ community policing کے ماڈل کے تحت وہ کمیونٹی کے اوپر ہی ذمہ داری ڈالتی ہے کہ وہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو دیکھیں اور ان معاملات کو address کریں۔ جب سے میں اس اسمبلی میں ممبر ہوں، اس بارڈر ملٹری پولیس کی افادیت اور اہمیت کو اپنے صاحب اقتدار لوگوں پر واضح کرنے کی پوری کوشش کرتا رہا ہوں اور موجودہ حکومت نے ان کی مراعات اور ان کے لئے equipments کے انتظامات کئے جس کے لئے میں شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن ابھی وہ فورس یتیم ہے اور میں اس کی ایک چھوٹی سی مثال پیش کرتا ہوں کہ پچھلے سال سخی سرور جو کہ settled area اور ٹرائیبل ایریا کا بارڈر ہے جہاں پر حضرت سخی سرور کا دربار ہے جن کے عرس کے موقع پر اپریل کے

مہینے میں غالباً ایک خود کش حملہ آور نے دھماکا کیا، چونکہ بارڈر ملٹری پولیس کے لوگ بھی deputed تھے تو وہ بھی وہاں پر موجود تھے۔ ایک حملہ آور نے خود کش حملہ کر دیا جس میں پچاس، پچپن لوگوں کا جانی نقصان ہوا اور جب لوگ ان کے rescue کے آپریشن کے لئے آ رہے تھے تو دوسرا حملہ آور اس وقت جیکٹ کو blow up کرنا چاہتا تھا تو ہمارے بارڈر ملٹری پولیس کے ایک فرض شناس آفیسر نے اس کو spot کر کے، میں اس ایوان میں اسے خراج تحسین پیش کروں گا کہ اس نے اپنی nerves کو قائم رکھا اور اس ٹینشن کے ماحول میں اس نے تین فائر کئے جس سے جیکٹ کو blow up کرنے والے اس آدمی کے بازو پر دو فائر کر کے اسے disable کر دیا اور ایک بہت بڑے جانی نقصان سے اس صوبے کو بچایا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اس واقعہ کو اب تقریباً ایک سال ہونے کو ہے اور میں پچھلے سال سے بار بار تمام دفاتر کے چکر لگا رہا ہوں کہ خدارا ان لوگوں کو کوئی "شاباش" دے دی جائے۔ اگر آئی جی صاحب تشریف رکھتے ہیں، ان کے محکمہ میں سے کسی نے یہ کیا ہوتا تو میرے خیال میں اسے promotion بھی ملتی، میرے خیال میں اسے پاکستان پولیس میڈل یا قائداعظم میڈل وغیرہ کے لئے بھی recommend کیا جاتا اور اس چیز کو واضح کیا جاتا کہ پولیس نے ایک خود کش حملہ آور کو زندہ گرفتار کیا جو کہ خود کش حملہ کو زندہ گرفتار کرنے کا واحد incident ہے۔ بدقسمتی کے ساتھ چونکہ بارڈر ملٹری پولیس کی کوئی ownership نہیں لیتا اس لئے وہ یتیم محکمہ اسی طرح پھر رہا ہے۔ میں نے چیف سیکرٹری صاحب کے دفتر کے چکر لگائے، میں نے چیف منسٹر صاحب کے دفتر کے چکر لگائے، میں نے ہوم منسٹر صاحب کے دفتر کے چکر لگائے، اور تو اور میں نے ایوان صدر ایک خط لکھ کر بھیجا کہ میں علاقے کا ایک نمائندہ ہوں، گزارش کر رہا ہوں اور recommend کر رہا ہوں کہ جو افسران اس کے اندر involved تھے انہیں کوئی Gallantry کا ایوارڈ دیا جائے۔ وفاقی حکومت کا جو بھی route ہوتا ہے، کابینہ ڈویژن، Interior Ministry جہاں سے ہوتے ہوتے پھر وہ پنجاب آیا کہ بھئی اس واقعہ کی تصدیق کر کے ہمیں اطلاع دی جائے کہ اسے آگے کیسے چلانا ہے۔ حکومت پنجاب سے بروقت جواب نہ جانے کی وجہ سے 14۔اگست کی تاریخ گزر گئی اور ان بہادر افسروں کو کوئی appreciation نہیں ملی اور جب 14۔اگست کو ایوارڈز کی لسٹ آئی تو مجھے دیکھ کر حیرانی ہوئی۔ مطلب کہ میں کسی پر اعتراض نہیں کر رہا لیکن ان خود کش حملہ آوروں کو مار کر جتنی خدمت ان لوگوں نے ملک کی کی تھی، اس سے زیادہ شاید کسی نے نہ کی ہو۔ جن کو بھی وہ بڑے بڑے میڈلز ملے ہیں اس لئے کہ یہ اس محکمہ کی ownership کوئی نہیں لیتا۔ ہوم

ڈیپارٹمنٹ کے پاس اتنا سارا کام ہے کہ وہ 504 لوگوں کی ڈیرہ غازی خان کی اس چھوٹی سی بارڈر ملٹری فورس اور راجن پور کی تقریباً اڑھائی سو کے قریب اتنی چھوٹی سی فورس ان کے ریڈار پر ہی نہیں آتی کہ یہ بھی ایک محکمہ اور فورس ہے جس کی دیکھ بھال کرنی ہے۔ بارڈر ملٹری پولیس میں سے اس وقت تقریباً آدھی vacancies خالی ہیں۔ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کی ہماری ایک اور فورس میں بھی آدھی سے زیادہ سیٹیں خالی ہیں اور ان فورسز کی کامیابی کی وجہ یہ ہے کہ وہ locally recruited responsible for the local area ہے۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے افسران بھی یہاں پر بیٹھے ہوں گے، یہ ریکروٹمنٹ کے رولز 1935 کے drafted تھے اور یہ فورس 1904 میں بنی تھی اور شاید اس وقت بھی کوئی رولز بنے ہوں اور پھر اس کے بعد 1935 میں بنے لیکن پچھلے دور حکومت میں انہیں update کرتے ہوئے کہا گیا تھا کہ رولز محکمہ خود بنائے گا۔ میں بار بار اس ایوان میں گزارش کرتا ہوں کہ جب ہم کوئی قانون سازی کرتے ہیں تو رولز ہم محکمہ کے ذمہ ڈال دیتے ہیں اور وہ رولز اسمبلی میں آتے ہیں نہ ہمیں پتا چلتا ہے کہ وہ رولز کیا ہیں؟ چونکہ ابھی بارڈر ملٹری پولیس کی ریکروٹمنٹ ہو رہی ہے تو میں نے بڑی تگ و دو سے ہوم ڈیپارٹمنٹ سے رولز آف ریکروٹمنٹ منگوائے ہیں اور میں اس چیز کو دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں کہ ریکروٹمنٹ کے لئے condition رکھی گئی ہے، پہلے اس حد تک تھا کہ لغاری علاقے میں لغاری ہی کی ریکروٹمنٹ ہو گی، کھوسہ علاقہ میں کھوسہ ہی کی ریکروٹمنٹ ہو گی اور بزدار علاقے میں بزدار ہی کی ریکروٹمنٹ ہو گی کہ ہر قوم اپنے علاقے کی خود policing کرے گی۔ اب جو نئے رولز بنائے ہیں ان میں ایک تو تعلیم بی اے، بی ایس سی رکھ دی گئی ہے اور میں آپ بہنوں اور بھائیوں کے گوش گزار کروں گا کہ پورے ٹرائیبل ایریا تحصیل کے اندر ہائی سکول تو ہیں لیکن ہائر سیکنڈری سکول نہیں ہیں اور ان شرائط میں یہ ہے کہ جو ریکروٹمنٹ ہو گی اس میں تھانہ ٹرائیبل ایریا کے لوگ اور تھانہ صدر کے لوگ بھی اس کے لئے اہل ہوں گے۔ ڈیرہ غازی خان settled area میں ڈیرہ غازی خان شہر کا کون سا آدمی اس tough اور سنگلاخ پہاڑوں میں جا کر ڈیوٹی کرے گا کیونکہ جہاں پانی لینے کے لئے بھی اسے سارا دن لگانا پڑے گا اور جہاں بجلی بھی نہیں ہو گی تو وہاں پر کون جائے گا؟ وہاں پر وہ نہیں جائیں گے اور اس فورس کی کامیابی میں اس کی local policing والا element ہے۔

جناب چیئرمین: مہربانی کر کے مختصر کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! اگر میری بات غیر متعلقہ لگتی ہے تو میں ابھی ختم کر دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: یہ بات نہیں کہ آپ اپنی بات ختم کریں بلکہ آپ اپنی بات مکمل کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: Chairکو میں نے پہلے گزارش کی تھی کہ آپ کا کام نیوٹرل ہونا ہے اگر میری بات حکومت کو ناگوار گزر رہی ہے تو آپ کو حکومت کی sideنہیں لینی۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ آپ بہت اچھی باتیں کر رہے تھے اور مجھے قطعاً ان پر اعتراض نہیں تھا۔ میں نے آپ کو صرف indicateکیا ہے کہ آپ مختصر کریں تاکہ اگر یہاں پر کوئی ڈیپارٹمنٹ والے بیٹھے ہیں تو وہ آپ کی تجاویز سے فائدہ اٹھائیں۔ میں نے آپ کو بات کرنے سے روکا نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! میری آپ سے یہ عرض ہے کہ میرے محترم دوست جناب منڈا صاحب جو کہ ۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ اچھی تجاویز دیں اور ہم سننے کے لئے تیار ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! منڈا صاحب نے آدھا گھنٹہ بات کی ہے اور personal attacksکئے ہیں۔

جناب چیئرمین: لغاری صاحب! میں نے آپ کو روکا تو نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! منڈا صاحب کے پاس جتنا مٹیریل تھا اور جتنے ان کے کان بھرے گئے تھے اتنا وہ بول چکے اور انہیں کسی نے نہیں روکا۔

جناب چیئرمین: میں نے کوئی روکا تو نہیں ہے، میں نے کہا ہے کہ آپ اچھی تجاویز دیں لیکن پلیز مختصر کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! جب آدمی بات کر رہا ہوتا ہے تو اس دوران اگر اسے interruptکر دیا جائے تو تسلسل ٹوٹ جاتا ہے۔ شاید یہ میری نالائقی اور کم عقلی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: چلیں، تسلسل جاری رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ تھی کہ صوبہ میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کے لئے میری تجویز ہے کہ باقی صوبے میں بھی کسی ایک تھانے میں، کسی ایک تحصیل میں یہ experiment community policingکر کے دیکھ لیں۔ ہمارے پاس tribal areaکا ماڈل موجود ہے۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس علاقے کا کلچر مختلف ہے اور اس علاقے کے حالات مختلف

ہیں۔ ہم شیخوپورہ کے کسی ایک تھانے میں وہاں کے لوکل لوگوں کی فورس، لوکل لوگوں کی recruitment کے ساتھ کیونکہ لوکل آدمی کو پتا ہوتا ہے کہ اس گھرانے کا کردار کیسا ہے؟ انہیں پتا ہوتا ہے کہ اس گھرانے میں گائے چوری کرنے والے ہیں، اس گھرانے میں جوے والے لوگ ہیں۔ ایک علاقے کے رہنے والے لوگ ایک دوسرے کو اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ ایک دوسرے کو جان پہچان رکھنے والی ہماری اس فطرت سے پولیس ڈیپارٹمنٹ فائدہ اٹھائے۔ یہ صرف ہمارے ہاں ہی نہیں بلکہ ساری دنیا میں community policing سب سے زیادہ effective ہے۔ میری ساری بات کا نچوڑ یہ تھا کہ میں آئی جی صاحب اور محکموں سے گزارش کروں گا کہ پولیس کے concept کو کہیں پر experimental basis پر ہی جلد از جلد رائج کریں اور پھر اس کے نتائج دیکھیں۔ اگر نتائج بہتر آتے ہیں تو اس تجربے کو بڑھایا جا سکتا ہے اور اگر نتائج بہتر نہیں آتے تو پھر اس کو ختم کر دیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، گورچانی صاحب!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب چیئرمین! یہی حالات راجن پور میں بھی موجود ہیں۔ بارڈر ملٹری پولیس کی حالت بہت ہی خراب ہوئی ہے۔ گورچانی مزاری tribe کے جو لوگ وہاں پر کام کر رہے ہیں آدھی سیٹیں ان کی بھی خالی پڑی ہوئی ہیں۔ پچھلے دس پندرہ سال سے recruitment نہیں ہوئی۔ جو rules بنے ہیں اس میں کوٹے ختم کر دیئے گئے ہیں۔ گورچانی کی الگ fixed seats ہیں، مزاری کی الگ fixed seats ہیں لیکن جو انہوں نے current rules بنائے ہیں اس میں کوٹا ختم کر دیا گیا ہے۔ میری آپ کے توسط سے افسران سے گزارش ہو گی کہ ۔۔۔

جناب چیئرمین: میرا خیال تھا کہ لغاری صاحب پوری ڈویژن کی بات کریں گے جس میں یہ ساری باتیں ہوں گی کیونکہ میں خود اُس area سے تعلق رکھتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! بارڈر ملٹری پولیس دونوں اضلاع میں ہیں۔ ڈیرہ غازی خان جب ضلع تھا تو راجن پور اس میں سے carve out کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اب ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہمارا علاقہ پنجاب سے carve out ہو کر الگ ہو جائے۔ اسی طرح سے راجن پور کو بھی ڈیرہ غازی خان سے الگ کیا گیا تھا۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب چیئرمین! میری گزارش یہی ہے کہ rules بناتے وقت مشورہ کر لیں ویسے تو انہوں نے خود ہی rules بنانے ہیں لیکن اس میں ہر tribe کا اپنا اپنا کوٹا برقرار رکھا جائے۔ جو انہوں نے Pay Scales بڑھائے ہیں اس کے لئے ہم انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ ایوان میں amendment لے کر آئیں انشاء اللہ پھر اس پر بحث ہو گی۔ الحاج محمد الیاس چنیوٹی!

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! میری مؤدبانہ گزارش ہے کہ کل جس وقت میں اپنی تقریر کر رہی تھی تو دوران تقریر عطاء مانیکا صاحب نے کورم point out کر دیا تھا اور میری تقریر ادھوری رہ گئی تھی۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ مجھے میری تقریر مکمل کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: انشاء اللہ کوشش کرتے ہیں۔ پہلے چند دوست بات کر لیں پھر آپ کو بھی ٹائم دیتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! میرا حق پہلے ہے۔

جناب چیئرمین: اب میں نے الیاس چنیوٹی صاحب سے گزارش کی ہے پہلے وہ اپنی بات کر لیں پھر اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں۔ جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے لاء اینڈ آرڈر کے موضوع پر بحث کرنے کا موقع دیا۔ سیدنا عمر کے بارے میں ایک غیر مسلم نے کہا تھا کہ **حکمت فعدلت امنت فنمت** آپ نے حکومت کی تو عدل قائم کیا، عدل قائم کیا تو امن قائم ہوا اور آپ سکون کی نیند سو رہے ہیں۔ گویا سکون تب ہو گا جب امن قائم ہو گا اور امن اس وقت ہو گا جب عدل ہو گا اس لئے جب صوبہ یا ملک میں عدل و انصاف کا بول بالا ہو گا تو انشاء اللہ امن و امان کا مسئلہ ختم ہو جائے گا۔ تمام شریعتوں نے یہ اصول طے کیا ہے کہ انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی توہین کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہے۔ اس طرح کی توہین کرنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ خود عیسائی حکومت کا یہ فیصلہ ہے کہ اگر کوئی پاپائے روم کی توہین کرے گا تو اس کو سنگسار کر دیا جائے گا۔ اتنا تقدس ہے ایک امتی کا۔ اسی کو سامنے رکھتے ہوئے سوچا جا سکتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہوں، کوئی پیغمبر ہوں یا ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ ہوں تو ان کی توہین کس طرح سے برداشت کی جا سکتی ہے؟ کل ہمارے ایک معزز ممبر ذکر کر رہے تھے تو اس میں انہوں نے شہید انسانیت کا ذکر کیا۔ ایک جگہ ایک مقام پر شہید انسانیت ہیں اور ایک جگہ پر محسن

انسانیت ہیں۔ میری مراد سیدنا حضرت محمد ﷺ ہیں۔ جب ان کی شان میں گستاخی کی جائے گی تو پھر اس قسم کے معاملات ہو جاتے ہیں اور اس قسم کے ناگہانی واقعات بھی ہو جاتے ہیں۔ عافیہ خاتون کا ذکر آیا اور اس کے اوپر کسی نے کچھ ایسا جملہ کہہ دیا تو ان کے جملے کہنے کی وجہ سے وہاں پر حالات خراب ہو گئے اس لئے اگر ہر ہستی کا تقدس اور اس کا لحاظ رکھا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پھر امن کا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوگا۔ گجرات میں ایک "گولے کی" کا موضع ہے اس کی صورتحال یہ ہے کہ آج سے تقریباً ایک سو دس سال پہلے وہاں ایک شخص ظہور احمد اکمل تھا۔ اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں یہ شعر کہے تھے۔

محمد پھر اتر آئے ہم میں
پہلے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد جس نے دیکھنے ہوں اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان

جناب سپیکر! وہاں اس قسم کے لوگ رہتے تھے۔ وہاں "گولے کی" میں تین سو سالہ پرانی مسجد ہے۔ وہاں مسلمانوں کے خلاف یعنی ختم نبوت کے منکر کا ایک ٹولہ تھا جنہوں نے 1997 میں اس مسجد پر قبضہ کر لیا۔ اس مسجد میں جھگڑا بڑھتا رہا۔ ایک ختم نبوت کا منکر مارا گیا اور اس میں کچھ بے گناہ افراد گرفتار ہو گئے۔ ان کو چھڑوانے کے لئے جو لوگ پیروی کر رہے تھے ان میں یکے بعد دیگر تین بھائی قتل کر دیئے گئے۔ مرزا قادیانی کے نبوت کا دعویٰ کرنے کے ایک سو سال بعد 2001 میں میرے والد مولانا منظور احمد چنیوٹی وہاں مسجد کے معاملات معلوم کرنے کے لئے گئے کہ آخر مسلمانوں کی تین سو سالہ مسجد پر قبضہ کیوں ہو گیا؟ وہاں کے ختم نبوت کے منکروں نے ماسٹر سرفراز کا نام لے کر کہا کہ تم مولانا چنیوٹی کو یہاں لائے ہو اس کا انجام تم دیکھ لو گے۔ چنانچہ اسی کے تسلسل میں پچھلے سال کے دسویں مہینے میں ماسٹر سرفراز کو دن دہاڑے قتل کر دیا گیا جو اپنی ڈیوٹی کے لئے سکول جا رہے تھے۔ اس سے قبل ان کے دو بھائی مار دیئے گئے۔ دو مہینے گزرنے کے بعد تقریباً نو دس نامزد ملزمان میں سے صرف ایک پکڑا گیا اور باقی سب کو بے گناہ کر کے فارغ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اگر اس طریقے سے ایک قوم کو، ایک کمیونٹی کو کھلے ہاتھ دیئے گئے تو پھر یہاں کے امن وامان کا اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہے۔

جناب چیئرمین! میں اپنے حالات کی طرف آنا چاہتا ہوں کہ چوری ڈکیتی کی جو حقیقی وارداتیں ہوتی ہیں ان میں جب مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اس کی ایف آئی آر درج کی جائے تو کہا جاتا ہے کہ

پہلے ہم اس کی تحقیقات کریں گے اور تحقیقات کرنے کے بعد مقدمہ درج ہو گا۔ ہمارے تھانہ سٹی چنیوٹ کے شیخ طاہر 11 محرم کو بے دردی سے قتل کئے گئے، ان پر تین قسم کا اسلحہ استعمال ہوا اور ان کے بازو توڑے گئے لیکن آج تک ان کے قتل کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ دوسری طرف صورتحال یہ ہے کہ اگر پولیس کا کوئی اپنا مسئلہ ہو تو تین تین سالہ بچوں پر بھی ایف آئی آر درج ہو جاتی ہے۔ اسی دسمبر میں تھانہ سٹی چنیوٹ میں تین سالہ بچے پر ایف آئی آر درج ہوئی اور اس میں کہا گیا کہ اس نے آہنی سلاخ سے لوگوں پر حملہ کیا ہے۔ اس کو نوٹ فرمایا جائے اور تحقیق کی جائے کہ کیا ہاتھ میں فیڈر پکڑنے والا بچہ آہنی سلاخ لے کر کسی پر حملہ کر سکتا ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی کارروائیاں معاملے کو خراب کرتی ہیں۔ دوسری طرف اگر مدعی کی کسی مقدمے میں صلح ہو جاتی ہے، ملزم کو معاف کر دیا جاتا ہے اور ان کے اسٹامپ پیپر بھی لکھے جاتے ہیں۔ چاہئے تو یہ کہ اس پر رپورٹ کر کے مقدمے کو خارج کر دیا جائے لیکن پولیس والے کہتے ہیں کہ آپ نے باہر تو بات ختم کر دی لیکن ہمارے ساتھ بھی بات ختم کرو۔ یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ ایک چیز جو عام تھانوں میں دیکھی گئی ہے کہ مدعی کو اتنے چکر لگوائے جاتے ہیں کہ وہ بے چارے تھک ہار کر بیٹھ جاتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا مال لٹ گیا، بندہ مر گیا اور اب اس کے لئے مزید چکر لگانے سے ہمارا وقت اور پیسا بھی ضائع ہو گا جس کی وجہ سے وہ مقدمہ سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ RPO جو ہمارے Division کے ذمہ دار ہوتے ہیں ان سے کہا جائے کہ ان کی نگرانی میں ہر ضلع میں ہر ماہ ایک کھلی کچہری لگائی جائے جو واقعی کھلی کچہری ہو جہاں لوگوں کو اپنے مسائل کھل کر پیش کرنے کا موقع دیا جائے۔ میں اپنے تھانہ سٹی سے متعلق ہی کہوں گا کہ غالباً جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے تو تقریباً چالیس سال سے اس کو دیکھ رہا ہوں لیکن ہماری پیدائش سے پہلے وہ چوکی ہوتی تھی پھر 1985 میں میرے والد مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے اسے تھانہ کا درجہ دلوایا چونکہ وہ ایک پرانے زمانے کا بنا ہوا تھانہ تھا اور بہت نشیبی ہو گیا ہے جب بارش ہوتی ہے تو سارے شہر کا پانی تھانہ میں چلا جاتا ہے، ایک ایک ہفتہ تک پولیس والے اس تھانہ میں داخل ہو سکتے ہیں اور نہ ہی سائلین داخل ہو سکتے ہیں اس لئے آج کے حالات کے مطابق اس کی بلڈنگ کو up کیا جائے یعنی اس کی بلڈنگ کی حالت کو بہتر کیا جائے۔ جہاں تک افسران کا تعلق ہے جنہوں نے اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے ہوئے جام شہادت نوش کیا ہے، ہم انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! تفتیش تبدیلی کا معاملہ بڑا مشکل ہے کیونکہ میرے سامنے ضلع کے انچارج پولیس آفیسر نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ فلاں آدمی بے گناہ چالان ہو گیا ہے اور اب ڈیڑھ سال سے وہ

بے گناہ جیل میں پڑا ہوا ہے لیکن تفتیش تبدیل نہ ہونے کی وجہ سے اس کے مقدمہ پر کوئی کارروائی نہیں ہو رہی۔ میری گزارش ہے کہ Police Rules 2002 میں ضروری ترامیم ہونی چاہئیں تاکہ عدل وانصاف آسان ہو سکے۔ ہمارے وزیر قانون رانا ثناء اللہ صاحب نے اپنی تقریر کے شروع میں اس بات کا comparison کیا تھا اور مقابلہ کیا تھا کہ پنجاب کو پیٹا جاتا ہے کہ یہاں پر یہ ہو گیا اور وہ گیا اور یہاں پر کسی دوست نے کہا کہ ہم تو پنجاب میں رہنے والے ہیں اس لئے ہم اپنے پنجاب کو دیکھیں گے لیکن پھر ہمارا ابھی سوال ہے کہ کراچی میں بیٹھے ہوئے لوگ ہمارے پنجاب کو کیسے کہتے ہیں کہ اپنے پنجاب کو دیکھو کہ وہاں کیا صورتحال ہے۔ وفاقی وزیر داخلہ نے جو کرائم کے اعداد وشمار پیش کئے ہیں اس میں ہمارے پنجاب کا نمبر بہت کم ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیراعلیٰ پنجاب کے ماتحت جو ٹیمیں کام کر رہی ہیں وہ خلوص نیت سے کر رہی ہیں لیکن ان کی اصلاح کی گنجائش ہر جگہ موجود ہوتی ہے اور ان میں اصلاح بھی ہونی چاہئے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اتفاق اور اتحاد کی دولت سے مالا مال کرے۔

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، سہوترا صاحب!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ مولانا الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے اور جو باتیں انہوں نے کیں ہیں، مجھے ذاتی طور پر ان کا بڑا احترام ہے اور میں صرف مختصراً ایک دو چیزیں گزارش کرنا چاہوں گا کہ مختلف مذاہب کے احترام کے حوالے سے انہوں نے جو باتیں کیں تو یقیناً جب میں اپنے ایمان پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے بھی یہی سکھایا گیا ہے کہ ہم نے تمام مذاہب کا احترام کرنا ہے۔ انہوں نے specifically آسیہ بی بی کے کیس کے حوالے سے بات کی چونکہ وہ ایک عدالتی معاملہ ہے اس پر عدالت کا جو بھی فیصلہ آئے وہ قبول ہوگا لیکن میں ان کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کم از کم معاشرے میں ہمیں ایسا روّیہ ضرور اپنانا چاہئے کہ اگر کسی پر ایسا کوئی الزام لگتا ہے تو ہمیں عدالت کے فیصلے کا انتظار ضرور کرنا چاہئے کیونکہ ایسا روّیہ چل پڑا ہے کہ اپنے ذاتی انتقام کے لئے یا اپنی ذاتی دشمنی کو پالنے کے لئے لوگ مذاہب کو بنیاد بنا کر آپس میں لڑائیاں شروع کر رہے ہیں۔۔۔

جناب چیئر مین: بہت شکریہ۔آپ تشریف رکھیں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب چیئر مین!میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پاپائے روم کی بات کی ہے کہ ان کے احترام یا ان کی کوئی گستاخی کرے تو اس کو سنگسار کیا جاتا ہے۔ میں کیتھلک ہوں مجھے جو بتایا گیا یا تعلیم دی گئی ہے اس میں کوئی ایسا issue نہیں ہے کہ اگر کوئی پاپائے روم کے متعلق کوئی گستاخی کرے تو اسے سنگسار کیا جائے۔ میں صرف ان کی بات کو clear کرنے کے لئے آپ کی اجازت سے یہ بات کہنا چاہتا تھا۔۔۔

جناب چیئر مین: جی،آپ تشریف رکھیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب چیئر مین!۔۔۔

جناب چیئر مین: مولانا صاحب!میرے خیال میں بحث مناسب نہیں ہے۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب چیئر مین!۔۔۔

جناب چیئر مین: جی،منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب چیئر مین!میں آپ کی اجازت سے اپنے بھائی کی بات کو یہاں پر define کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔انہوں نے آسیہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ پہلے دیکھا جائے اور عدالت پر چھوڑا جائے۔ میں بطور مسلمان حضرت محمد ﷺ کے غلام ہونے کے ناتے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے آقا کریم کی شان میں اگر کوئی گستاخی ہوتی ہے یا اگر کوئی گستاخی کرنے کی جرأت کرتا ہے تو شاید پھر نبی پاک ﷺ کے غلام عدالتوں کا انتظار نہ کر سکیں اور یہ قدرتی امر اور فعل ہے کہ یہ جتنی کسی کے اندر محبت اور جتنا کسی کے اندر عشق ہے وہ اس کا اظہار کرتا ہی کرتا ہے لہذا میں ان لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ جو اس قسم کی گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں انہیں اپنے آپ پر کنٹرول رکھنا چاہئے اور اس قسم کی حرکت سے باز رہنا چاہئے ورگرنہ اس قسم کے حالات ہوتے رہیں گے اور غازی علم شہید پھر تاریخ کے اندر پیدا ہوتے رہیں گے۔

محترمہ نجمی سلیم: جناب چیئر مین!۔۔۔

جناب چیئر مین: میرا خیال ہے کہ مہربانی کرکے آپ آپس میں بیٹھ کر بات کر لیں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب چیئر مین!اس شق کے تحت جتنے بھی مقدمات درج کئے گئے ہیں وہ عدالتوں میں ثابت نہیں ہو سکے۔ ہم سب کو ایک دوسرے کے مذاہب کا خیال رکھنا چاہئے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں کوئی ایسی بات نہیں سب کو ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا چاہئے۔

محترمہ نگہی سلیم: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات!

محترمہ نگہی سلیم: جناب چیئرمین! مجھے بولنے کا موقع دیں۔۔۔

جناب چیئرمین: اب میں کسی اور کی ٹرن پر آپ کو floor نہیں دے سکتا۔

محترمہ نگہی سلیم: جناب چیئرمین! جس طرح چودھری عبدالغفور صاحب نے floor پر بات کی ہے کہ ہم عدالتوں کا انتظار نہیں کر سکتے تو مجھے انتہائی افسوس ہے کہ پہلے ہمارے ایک معزز ممبر نے جس طرح پوری تفصیل بتائی ہے اور مذہبی حوالے سے اپنی بات کی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ مذہب سب کے لئے قابل احترام ہوتا ہے اور ہم سب کا پہلا فرض یہ بنتا ہے کہ ہم اپنے مذہب کا تقدس برقرار رکھیں لیکن مجھے انتہائی افسوس ہے کہ جس طرح سے چودھری عبدالغفور صاحب نے اس چیز کو mention کیا ہے کہ ہم عدالتوں کے فیصلوں کا انتظار نہیں کر سکتے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو سوچ اور mentality ان کی حکومت اور ان کی ہے وہ یہ ہے کہ قتل و غارت گری جاری رہنی چاہئے۔ یہ کون سا مذہب ہے جس کا یہ پرچار کرتے ہیں اور کون سے مذہب کی بات کرتے ہیں کہ جس میں انسانیت کی کوئی قدر نہیں ہے بلکہ انسانیت کے قتل کی بات کرتے ہیں۔ مجھے بہت ہی افسوس ہے کہ ہم اس چیز کو بالکل مانتے ہیں کہ ہمیں ہر مذہب کا احترام کرنا چاہئے اور انسانیت کا احترام کرنا چاہئے۔۔۔

جناب چیئرمین: گزارش یہ ہے کہ ہم سب کو ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا چاہئے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمیں قانون اور عدالتوں کا احترام کرنا چاہئے۔ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب چیئرمین! ہمارا ملک Islamic Republic of Pakistan ہے۔ ہمارے معاشرے کی بد اخلاقی آپ یہ دیکھیں کہ ہمارے صوبہ پنجاب میں، میں معذرت چاہتی ہوں کہ میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ وزیر قانون صاحب موجود نہیں ہیں؟ لاء اینڈ آرڈر کی situation پر بات کرتے ہوئے انہوں نے لاء اینڈ آرڈر کی دھجیاں بکھیر دی ہیں اور حالات کو اتنے بُرے طریقے سے پیش کیا ہے کہ وزیر قانون صاحب ایوان میں موجود ہی نہیں ہیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب والا! میں موجود ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! یہ اپنی بات پر جواب دیں، میری بات کاٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں پہلے اپنی بات ختم کر لوں پھر وزیر صاحب کھڑے ہوں۔ میں لاء منسٹر کی بات کر رہی ہوں ہر وزیر کی بات نہیں کر رہی۔

جناب چیئرمین! لاء اینڈ آرڈر کی situation کی جو دھجیاں اس حکومت نے بکھیری ہیں پاکستان کی 63 سالہ تاریخ میں کبھی اتنی دھجیاں نہیں بکھیری گئی تھیں۔ اس پنجاب حکومت نے پنجاب کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ کیا یہی وہ پنجاب ہے جہاں پر خوش و خرم اور ہنستے بستے لوگ رہتے تھے؟ یہاں پر آج بچیوں سے rape کیا جا رہا ہے، یہاں پر رہزنی ہو رہی ہے، یہاں پر موبائل فون چھینے جا رہے ہیں، یہاں پر ہمارے ممبران اسمبلی جو اس مقدس forum کے representatives ہیں ان کے گھروں میں جا کر ڈاکے مارے جا رہے ہیں اور چوریاں ہو رہی ہیں۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی گاڑی snatch کی گئی ہے اور اس کے علاوہ باقی کتنے لوگ ہیں جن پر ڈاکے ڈالے گئے ہیں، قتل و غارت ہو رہی ہے اور یہ سارا کچھ پنجاب میں ہی ہو رہا ہے۔ وزیر قانون صاحب صرف یہ کہہ کر بری الذمہ ہو گئے ہیں کہ سوئی گیس اور واپڈا کی وجہ سے یہ سارے حالات خراب ہوئے ہیں۔ میں نے ان کی word to word proceeding نکلوائی ہے جو میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں۔ وزیر قانون نے ساری ذمہ داری محکمہ سوئی گیس اور واپڈا پر ڈال دی ہے، اگر پنجاب میں جرائم کی وجہ محکمہ واپڈا اور سوئی گیس ہے تو پنجاب پولیس کی کیا ذمہ داری ہے؟ پنجاب پولیس کو 184۔ارب روپے کس لئے دیئے گئے تھے، اپنی پتلونیں اور ٹوپیاں ٹھیک کر کے عوام کے ساتھ رہزنی کے لئے دیئے گئے تھے؟ ہم میڈیا کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جو انہیں آئینہ دکھاتا ہے اور وہ کھڑے ہو کر یہ بھی نہیں مانتے کہ ہاں واقعی پنجاب کا یہ حال ہے اور ہم اس کو درست کریں گے۔ انہوں نے تو ساری کی ساری ذمہ داری واپڈا اور سوئی گیس کے محکموں پر ڈال دی۔ یہ وہی پنجاب ہے جہاں انہوں نے ووٹ لیتے وقت کہا تھا کہ ہم 1999 کی پوزیشن واپس لے آئیں گے۔ خدارا یہ 2002 وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی صاحب کے دور کو ہی واپس لے آئیں تو بہت بڑی بات ہو گی۔ 1999 کو تو یہ اب بھول جائیں، پرویز الٰہی صاحب جو صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ رہ چکے ہیں اس دور کو ہی واپس لے آئیں تو بڑی بات ہو گی لیکن اب یہ نہیں لا سکتے۔ یہ نالائق اور نکمی حکومت ہے اور انہوں نے کوئی policy making نہیں کی۔ پولیس کو جو آپ نے 184۔ارب روپے دے دیئے یہ عوام کو دے دیں تاکہ وہ اپنے لئے اسلحہ خریدیں اور اپنے گھر کی خود حفاظت کریں۔ پولیس اب کسی کام کی نہیں رہی ہے کیونکہ پولیس کے لئے کوئی policy making کی جا رہی اور نہ ہی کوئی law making کی جا

رہی۔وزیر قانون صاحب تو ادھر ایوان میں موجود نہیں ہیں تو پولیس کے ساتھ ان کی کون سی میٹنگیں ہوتی ہوں گی؟دوسرا میں آپ کو یہ بھی بتاتی چلوں کہ پنجاب دوسرے صوبوں کی نسبت گزشتہ تین سالوں میں 33ہزار تاوان کی وارداتوں کے ساتھ سر فہرست ہے۔اغواء برائے تاوان کی 416وارداتوں کے ساتھ سر فہرست ہے،اسی طرح murder crime کی 15ہزار وارداتوں کے ساتھ سر فہرست ہے،خواتین کے خلاف 3ہزار 35 کیسوں کے ساتھ سر فہرست ہے۔وزیر قانون نے پرسوں floor پر جو رپورٹیں پیش کی ہیں وہ اس کے بالکل برعکس ہیں۔ان کی رپورٹیں غلط تھیں اور حقائق پر مبنی نہیں تھیں۔ صحیح رپورٹیں تو ہمارے پاس ہیں اور اگر ہم غلط رپورٹیں دے رہے ہیں تو یہ اسے چیلنج کریں۔جو کچھ روزنامہ "ڈان" "اے پی پی" اور نیشن نے شائع کیا ہے ہم تو وہ رپورٹیں پیش کر رہے ہیں۔میں کہتی ہوں کہ آپ اگر چاہیں تو اسے چیلنج بھی کر سکتے ہیں۔انہوں نے جو رپورٹیں پیش کی ہیں وہ گھر میں بنائی ہوئی رپورٹیں تھیں۔میں آپ کی ایک اور بات کی طرف بھی توجہ مبذول کروانا چاہتی ہوں۔2011 میں 844 خواتین قتل ہوئی ہیں 1547 اغواء کے مقدمات درج ہوئے ہیں،494 خواتین سے زیادتی ہوئی ہے اور 376 نے خودکشیاں کی ہیں۔میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ یہ نالائق نکمی پنجاب حکومت اس کی ذمہ دار ہے کیونکہ اس نے پولیس کے متعلق policy making نہیں کی،کیوں law making نہیں کی۔۔۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب چیئرمین! یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! میں انہیں ان کی نالائقیوں کا بتا رہی ہوں میں کسی پر personal بات نہیں کر رہی۔میں تو حکومت کی نالائقیوں کی بات کر رہی ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ بھی اخلاقی اقدار کو سامنے رکھتے ہوئے بات کریں۔ہم سب آپ کی بات سننے کے لئے تیار ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! میں تو حقائق پر مبنی باتیں کر رہی ہوں۔میں تو پنجاب حکومت کی negligence کی بات کر رہی ہوں۔انگریزی میں negligence اور اردو میں نالائقی کہہ رہی ہوں۔ اردو میں یہ نالائق حکومت ہے اور انگریزی میں ان کی negligence ہے۔ The negligence of Punjab Government is shown in these reports. یہ رپوٹیں کہہ رہی ہیں میں نہیں کہہ رہی ہوں۔یہ ان رپورٹوں کو بے شک چیلنج کریں،یہ ان رپورٹوں کو pursue کریں جب

ہم انہیں حقائق بتاتے ہیں تو یہ بُرا منا جاتے ہیں، یہ چیختے ہیں، یہ چلاتے ہیں۔ چیخنے چلانے سے سچائیاں نہیں رکیں گی۔ ہم نے تو جو کہنا ہے وہ کہنا ہے۔

محترمہ راحت اجمل: جناب چیئر مین! یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب والا! یہ اخلاق کے دائرے میں بات کریں۔

جناب چیئر مین: پلیز! تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئر مین! ان کے بولنے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا میں Chair سے مخاطب ہوں اور مجھے پتا ہے کہ میڈیا دیکھ رہا ہے، سن رہا ہے اور وہ ان سب باتوں کو ریکارڈ میں لائے گا۔ ان کے بولنے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ یہ حقائق نہیں چھپا سکتے افسوسناک حد تک جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے۔ 2011 میں 844 خواتین قتل ہوئی ہیں اس کے علاوہ اتنی زیادہ خواتین کے ساتھ rape ہوئے ہیں، اغواء کی وارداتیں ہوئی ہیں اس کے علاوہ تین سال کی چھوٹی سی بچی کے ساتھ جو rape ہوا ہے، آپ کیوں نہیں اس حد تک جا رہے کہ اس بندے کا تو criminal mind ہے اس بندے کا آپ mind set دیکھیں۔ پولیس والے گاڑیاں چھینتے ہیں اور دوسرے ناکے پر وہ پکڑے جاتے ہیں کیا اتنے ارب روپے پولیس والوں کو اس لئے دیئے جا رہے ہیں کہ وہ شہریوں سے گاڑیاں چھینیں اور دوسرے ناکے پر وہ پکڑے جائیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئر مین! آپ ان کو floor دے ہی نہیں سکتے کیونکہ آپ نے floor مجھے دیا ہوا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب والا! میں نے ایک چھوٹی سی گزارش کرنی ہے۔

جناب چیئر مین: آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئر مین! میں کسی کے متعلق personal بات نہیں کر رہی ہوں ان کے بارے میں بات نہیں کر رہی، مجھے بولنے دیں میں سچ بول رہی ہوں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب تقاریر ہو رہی ہوتی ہیں، کسی موضوع پر بحث ہو رہی ہوتی ہے تو ہر ممبر کو اس بات کا حق ہوتا ہے کہ بعد میں اپنی تقریر میں rebuttal یا تصحیح کر سکے۔ جب ان کی باری آئے گی تو یہ اس وقت اپنی بات کر لیں۔

جناب چیئرمین: میں نے ان کو روکا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: معزز ممبر کو ان کی تقریر کے دوران interrupt نہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین: کوئی ایسی بات نہیں floor ان کے پاس ہی ہے۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! جیسا کہ کل ہمارے معزز ممبر چودھری ظہیر الدین صاحب نے کہا تھا کہ جب انہیں آئینہ دکھایا جاتا ہے تو کہہ دیتے ہیں "فیقے دا منڈا وی فیل ہو یا سی"۔۔۔

محترمہ راحت اجمل: جناب والا! آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جب انہیں آئینہ دکھاتے ہیں تو پھر "فیقے دا پتر" یعنی انہیں سندھ اور بلوچستان نظر آنے لگ جاتے ہیں۔ اپنی کوتاہیوں کی طرف تو دیکھیں، اپنے گریبان میں جھانکیں اور اپنے آپ کو تو پہلے ٹھیک کریں پھر ہم سندھ اور بلوچستان میں دیکھیں گے کہ وہاں پر حالات کیا ہیں؟ جب میاں صاحب سندھ میں گئے تو انہوں نے وہاں پر کہا کہ میں جب سندھ میں آؤں گا تو یہاں سے ڈاکو راج ختم کر دوں گا۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ وہ سیٹیں لیں گے تو جائیں گے، سیٹوں کے لالچ میں اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔ میں ان سے کہتی ہوں کہ پہلے پنجاب کو تو سنبھالیں، پنجاب جو کہ پورے پاکستان کا 63 فیصد ہے پہلے اس کو تو ٹھیک کر لیں پھر یہ سندھ کے ڈاکو راج کو ختم کریں۔ وہاں پر جا کر تو صرف یہ point scoring کرتے ہیں، number scoring کرتے ہیں اور اپنی سیاست چمکاتے ہیں۔ انہوں نے لیپ ٹاپ۔۔۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب چیئرمین! یہ لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو رہی ہے یا میری لیڈرشپ کے متعلق بات ہو رہی ہے۔ میری لیڈرشپ پر انہیں بات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ آپ فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں لاء اینڈ آرڈر کے متعلق بات کر رہی تھی کہ جو لیپ ٹاپ اور ٹیکسیاں دی گئی ہیں ان کے دینے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ وہ بھی ڈاکوؤں کے ہاتھوں چھین لی جائیں گی، ڈاکو وہ لیپ ٹاپ بھی چھین کر لے جائیں گے، وہ ٹیکسیاں بھی لے جائیں گے

اور جو عورتیں ٹیکسیاں چلا رہی ہیں ڈاکو ان کے ساتھ بھی rape کر جائیں گے لہذا ایسی چیزیں بانٹنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے point scoring کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ ہمیں صرف law making کرنی چاہئے۔ میں آپ کو کچھ suggestions بھی دینا چاہتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ کو کچھ suggestions دینا چاہتی ہوں، سب سے پہلی suggestion تو میری یہ تھی کہ اربوں روپے کا فنڈ جو پولیس کو دیا گیا تھا وہ عوام کو دیا جائے تاکہ وہ اپنے مال و جان کی حفاظت خود کریں۔ وہ ان پولیس والوں سے خود بچیں اور اپنے آپ کو بچائیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں عورت ہوں اور مجھے پتا ہے کہ میں سچ بول رہی ہوں، "The Nation" کی رپورٹ کے مطابق پچھتر ہزار اشتہاری ہیں، پہلے تو پولیس مقابلے کرائے جاتے تھے اور یہ fashion اور پنجاب حکومت کا یہ وتیرہ تھا کہ وہ ڈاکو ختم کرنے کے لئے پولیس مقابلے کرا دیتی تھی۔ میری تجویز ہے کہ patrolling service بہتر بنانی چاہئے، ہمیں پٹرولنگ پولیس کو سہولتیں دینی چاہئیں، پرویز الٰہی صاحب کے دور میں پٹرولنگ پولیس کو جو فائدے دیئے گئے تھے وہ انہیں مستقبل دینے چاہئیں۔ پٹرولنگ پولیس پرویز الٰہی صاحب کے دور میں آئی تھی ہمیں اس سروس کو اچھا بنانا چاہئے، پولیس افسران اور اہلکاروں کی تقرریوں اور تبادلوں میں سیاسی مداخلت نہیں ہونی چاہئے۔ یہاں فون چلے جاتے ہیں کہ ہمارا بندہ ہے، ہماری ہی مرضی سے ایس ایچ او لگاؤ یہ ہمارے علاقے کا کام کرے گا، ہمارا ڈی پی او ہونا چاہئے اب یہ ہمارا تمہارا ختم کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں تو ابھی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں اپنی بات conclude کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں اس پر end کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارا ہنستا بستا پنجاب تھا ہمیں وہ واپس کریں ورنہ یہ حکومت اس قابل ہی نہیں ہے کہ وہ یہاں پر حکومت کر سکے۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔ جی، میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن صاحب!

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں وہاں بیٹھ کر آپ کی بات سن رہا تھا This is your fault آپ اپنے نمبر پر موجود نہیں تھیں، اب میں کیا کروں؟ آپ ادھر نہیں تھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں کل تقریر کر رہی تھی کہ مانیکا صاحب نے کورم point out کر دیا تھا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، آپ اس وقت آئے ہی نہیں کہ میں آپ کو باری دیتا۔ محترمہ! اب تشریف رکھیں۔ ایسے نہ کریں، اب آپ کی باری دور جائے گی۔ جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! یہ مجھے disturb کر رہے ہیں اور بات نہیں کرنے دے رہے۔

سید حسن مرتضیٰ: اگر میں disturb کر رہا ہوں تو میں ایوان سے باہر چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ واک آؤٹ نہ کریں، آپ کی مہربانی اگر ویسے جانا ہے تو آپ کی مرضی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب اینوں جان دیو۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! بہتر ہے کہ آپ ان کے پیچھے چلے جائیں ذرا ان کو تھوڑی feed back کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا بسم اللہ الرحمن الرحیم، جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنے کا موقع دیا، میں نے یہاں پر جو تجربہ کیا ہے یا پچھلے دو تین دنوں سے لاء اینڈ آرڈر کی بحث کو دیکھ رہا ہوں جب تک ہم ان چیزوں سے بالاتر ہو کر لاء اینڈ آرڈر پر بات نہیں کریں گے اور پھر یہ توقع رکھنا کہ لاء اینڈ آرڈر ٹھیک ہو گا۔ میرے خیال میں یہ ناممکنات میں سے ہے، فیڈرل پنجاب پر اور پنجاب فیڈرل پر، کوئی کسی پر اور کوئی کسی پر، یعنی ذاتیات پر personal attacks attacks کئے جاتے ہیں تو میرے خیال میں اس سے لاء اینڈ آرڈر ٹھیک نہیں بلکہ خراب ہی ہوتا ہے۔ میں یہ بانگ

دہل کہہ رہا ہوں کہ ہمیں لاء اینڈ آرڈر ٹھیک کرنے کے لئے پارٹیوں سے بالاتر ہو کر سوچنا پڑے گا، اگر ہم اپنی پارٹی level اور اپنی اپنی قیادت کے level پر سوچتے رہیں گے تو میرا خیال نہیں کہ ہم لاء اینڈ آرڈر پر serious ہوں گے۔ میں لاء اینڈ آرڈر کو ایک اور پہلو سے دیکھتا ہوں، میں اس پہلو سے نہیں دیکھتا کہ کتنے قتل ہو گئے ہیں اور میں اس پہلو سے نہیں دیکھتا کہ کتنی ڈکیتیاں ہو گئی ہیں۔ میرے خیال میں اب وہ وقت سر سے گزر چکا ہے کہ ہم گنتی کریں کہ آج دو قتل ہوئے اور آج چار قتل ہوئے کیونکہ اس وقت اجتماعی طور پر قوم اور ہمارے لوگوں کی قوت برداشت ختم ہو چکی ہے، یہ ان چھوٹے چھوٹے جرائم کا تسلسل ہے، یہ ان daily جرائم کا تسلسل ہے جو پچھلے سالوں سے، پچھلی صدیوں سے ہوتے آ رہے ہیں لیکن آج جو حالت ہے اس کے اندر سارے لوگ ذہنی بیمار ہو چکے ہیں اور آپ کے سامنے مثالیں موجود ہیں کہ تین سال کی بچی سے rape کیا جاتا ہے، بغیر کسی وجہ سے آدمی کو قتل کر دیا جاتا ہے، ایک وقت میں چودہ چودہ قتل ہو جاتے ہیں۔ اگر اس کی تہہ میں جائیں تو یہ ذہنی بیماری کی عکاسی کرتا ہے، قوم ذہنی تناؤ کا شکار ہے، قوم کے اعصاب جواب دے چکے ہیں۔ آیئے figures کے اس گورکھ دھندے میں نہ پڑیں کہ یہ پولیس کی ناکامی ہے یا کس کی ناکامی ہے بلکہ یہ پورے سسٹم کی ناکامی ہے جس کو ہم نے ٹھیک کرنا ہے۔ Above all قوم کے لوگ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے چکے ہیں، قانون کی علمبرداری نہیں ہے۔ جو کچھ میں نے کہا ہے یہ سب کچھ کیوں ہے، کن حالات کی وجہ سے ہے؟ ہم نے انہیں دیکھنا ہے۔ پچھلے تریسٹھ سال سے اس ملک کے اندر، اس صوبے کے اندر منصف تو موجود تھے آج بھی موجود ہیں لیکن انصاف ناپید ہے۔ یہ ایک main وجہ ہے جس سے قوم ذہنی تناؤ کا شکار ہے، ہم نے عوام کو انصاف دینا ہے اور ایک سسٹم کے ذریعے یہ انصاف دینا ہے لیکن وہ سسٹم فیل ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے اندر لیڈر تو موجود ہیں لیکن رہبر موجود نہیں ہیں جو ہمیں راہ دکھا سکیں کہ ہم نے کس راہ پر چل کر اپنی منزل کا تعین کرنا ہے۔ مسافر موجود ہے لیکن ان کے پاس منزل نہیں ہے تاکہ وہ پہنچنے کی جستجو کر سکیں۔ لوگ موجود ہیں قوم غائب ہے، ہم نے ان عناصر کو ختم کرنا ہے اور ایک قوم کو پیدا کرنا ہے جس قوم کے اندر انصاف ہو، جس قوم کے اندر انصاف کی علمبرداری ہو اور انصاف دینے والے لوگ بغیر کسی جھکاؤ اور کسی چیز کے سب کو یکساں انصاف مہیا کریں۔ ان سب چیزوں کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ زمینی حقائق سے دور ہوتے جا رہے ہیں، ہماری پالیسیوں کا زمینی حقائق سے کوئی تعلق نہیں، پالیسیاں ائیر کنڈیشنڈ حالوں میں بیٹھ کر بنتی ہیں، پالیسیاں ائیر کنڈیشنڈ دفتروں میں بیٹھ کر بنتی ہیں جن کا ایک عام آدمی کی زندگی کے مسائل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ہمیں اپنی پالیسیوں کو ان تعلقات سے

جوڑنا ہو گا تب جا کر آپ یہ توقع کر سکیں گے کہ آپ کی لاء اینڈ آرڈر کی situation بہتر ہو۔ہمارے ملک، ہمارے صوبے اور ہمارے اندر ایک misconception create کی گئی ہے کہ کرپشن سب سے بڑا ناسور ہے، ٹھیک ہے میں کرپشن کی favour میں وکالت نہیں کر رہا لیکن جہاں اسے ختم ہونا ہے وہاں پر اس سے بھی ایک بڑا جن ہے جو ہماری جڑوں کو کھوکھلا کر رہا ہے اور وہ ہے incompetence اور یہ ہر level پر موجود ہے۔میں کہتا ہوں کہ ایک کرپٹ آدمی دس روپے کھائے گا تو وہ نوے روپے کا کام کرے گا اس سے قوم کا کوئی فائدہ ہو گا، ملک کا کوئی فائدہ ہو گا، محکمے کو کوئی فائدہ ہو گا، وہ اسی روپے کا کام کرے گا تو بیس روپے کھائے گا اس نے اپنے کھانے کے لئے اسی روپے کا کام کرنا ہے لیکن ایک incompetent سیاستدان، ایک incompetent آفیسر، ایک آرگنائزیشن کا incompetent سربراہ، ایک ادارے کا incompetent سربراہ جو zero کام کرتا ہے وہ اپنے آپ کو فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی قوم کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔میری نظر میں کرپشن کے ساتھ ساتھ incompetence کو attend کرنا ہو گا اور اسے اپنے اندر سے ختم کرنا ہو گا۔میں بانگ دہل کہتا ہوں کہ incompetent لوگ باثر ہیں اور انہوں نے سیٹوں پر قبضہ کیا ہوا ہے ہمیں انہیں remove کر کے competent لوگ چاہئیں وہ کسی بھی طبقے، کسی بھی قوم اور کسی breed and feed سے تعلق رکھتے ہوں، انہیں ان کرسیوں پر لانا ہو گا۔میں باہر کی بات نہیں کر رہا بلکہ اس چار دیواری کے اندر کی بات کر رہا ہوں کہ ہم نے جو ذمہ داریاں اپنے ذمہ لے رکھی ہیں کیا وہ ذمہ داریاں ہماری ہیں، کیا ہمیں وہ ادا کرنی چاہئیں، کیا ہمیں اپنا کام نہیں کرنا چاہئے؟ آپ یہاں سے شروع کیجئے کہ آئیں آج اس forum پر بیٹھے ہوئے دوست اور جو نہیں ہیں وہ بھی یہ عہد کریں کہ ہم نے وہ ذمہ داریاں نبھانی ہیں جو ہمارے قانون کے مطابق ہماری بنتی ہیں نہ کہ ہمیں ان چیزوں میں ہاتھ ڈالنا ہے جو کہ ہمارا کام نہیں ہے۔

جناب والا! میں یہاں پر انصاف کی بات کر رہا تھا۔انصاف کے اندر ہر چیز آجاتی ہے۔انصاف کے اندر بجلی، سوئی گیس، روزگار، پٹرول، ڈیزل، روٹی اور اناج بھی آتا ہے۔آیئے! آج سوچیں کہ ہم ان میں سے اپنے لوگوں کو کیا چیزیں دے رہے ہیں، ہم الیکشن کے دوران وعدے کر کے آئے تھے کہ آپ کے لئے یہ یہ کریں گے۔آج چار سال گزرنے کے بعد اپنے گریبان کے اندر جھانک کر دیکھیں کہ ہم ان وعدوں پر کتنا پورا اُترے ہیں اور ہم نے کس منہ سے اگلے الیکشن میں ان کے سامنے جانا ہے؟ یہی چیزیں law and order create کرتی ہیں، لوگوں کو disturb کرتی ہیں اور لوگ ذہنی تناؤ کا شکار ہوتے ہیں۔میں یہ گزارش کروں گا کہ law and order کی صورتحال کو دیکھتے ہوئے مت گنتی کیجئے کہ

اتنے قتل ہو گئے یا ڈکیتی کے اتنے واقعات رونما ہوئے ہیں بلکہ آپ ایک mindset کو تبدیل کریں، چاہے وہ mindset پولیس، جوڈیشری، انتظامیہ، سیاست دانوں یا لیڈروں کا ہے۔ جب تک ہم ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچتے رہیں گے، ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے دوڑ لگاتے رہیں گے تو اس وقت تک یہ حل نہیں نکلے گا بلکہ جب تک ہم سر جوڑ کر اور اکٹھے بیٹھ کر ان مسائل کا حل نہیں نکالتے تو یہ نہیں نکلے گا، یہ نہیں نکلے گا۔ Thank you very much.

جناب سپیکر: اب میاں محمد رفیق صاحب تقریر کریں گے۔ میاں صاحب! آپ نے پانچ منٹ کے اندر اپنی بات مکمل کرنی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پانچ منٹ میں کیا بات کر سکوں گا؟

جناب سپیکر: دیکھیں! آج جمعۃ المبارک ہے اس لئے آپ مہربانی کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ درست بات ہے کہ law and order کے حوالے سے سب اچھا نہیں ہے جیسا کہ وزیر قانون نے اپنے بیان میں یہ سارا کچھ کہہ دیا ہے، تسلیم بھی کر لیا ہے کہ چوریاں، ڈکیتیاں اور ناانصافیاں ہو رہی ہیں جبکہ انہوں نے اپنی تقریر کے دوران ان معاملات کی درستی کے اقدامات کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس معزز ایوان کے معزز ممبران نے بھی کچھ طعن و تشنیع سے کام لیا ہے اور اس حوالے سے انہوں نے تجاویز بھی دی ہیں۔ ہر کوئی چوری، ڈکیتی اور ریپ وغیرہ کے بارے میں بات کرتا ہے لیکن کسی نے اس پر بات نہیں کی کہ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے، میں اس پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کہ اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اس کی وجہ غیر منصفانہ طبقاتی نظام ہے۔ یہ سب سسٹم کی خرابی ہے جس کی وجہ سے یہ سارے جرائم ہو رہے ہیں۔ اگر یہ سسٹم ایسے ہی رہے گا تو یہ معاملات کبھی درست نہیں ہوں گے۔ قائداعظم مرحوم نے پاکستان بنایا اور بعد میں اپنے ساتھیوں کے بارے میں انہوں نے کہا کہ میری جیب میں سارے کھوٹے سکے ہیں۔ اس وقت ان کے ساتھ سارے feudals تھے۔ اس کے بعد بھٹو صاحب نے بھی ایک اچھی سوچ اور افکار سے کام شروع کیا لیکن وہ بھی اسی زمرے میں مار کھا گئے کیونکہ انہوں نے بھی feudals کو ساتھ ملایا۔ یہاں پر Feudal System رائج ہے۔ جس کے ساتھ establishment ہے، اس کے ساتھ موقع پرست، مفاد پرست لوگ ہیں، انہی لوگوں کے رشتے دار آج مختلف اداروں میں بیٹھے ہیں اور انہی لوگوں کی وجہ سے یہ ساری ناانصافیاں ہو رہی ہیں۔ یہ طبقاتی ونڈ، طبقاتی تقسیم اور طبقاتی ناانصافی ہے۔ بجلی، گیس اور صنعتیں بند، روزگار بند ہو جانے کی وجہ سے مفلسی اور غربت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ چھوٹا کاشت کار، کھیت مزدور، بھٹہ مزدور، پاور لومز کا

مزدور، ملوں اور فیکٹریوں کے مزدور، چھابڑی والا، ریڑھی والا، چھوٹے دکاندار، فقیر، فقراء اور ان جیسے دوسرے تمام لوگوں کا طبقہ 95 فیصد بنتا ہے جو کہ غربت اور مفلسی کی چکی میں پس رہے ہیں۔ پوش طبقہ سارے مفادات اٹھا رہا ہے۔ یہی طبقہ ایوانوں میں اور حکمرانی میں بیٹھا ہے۔ اس طبقے کی تعداد پانچ فیصد سے بھی کم ہے اور اسی کا ملک کے اقتدار، اختیارات اور وسائل پر قبضہ ہے جبکہ 95 فیصد لوگ مفلسی اور غربت کی لکیر سے بھی نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ ان غریب لوگوں کا اقتدار، ملکی وسائل اور نہ ہی ملکی اختیارات میں حصہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ طبقہ ایک دن ضرور انقلاب لائے گا۔ یہ لوگ چاہے فرانس کی طرز پر انقلاب لائیں کہ جہاں پر انہوں نے ہر چوک میں guillotine پیدا کر دی تھی یا یہ طبقہ چین اور روس کی طرح انقلاب لائے۔ جب اس طبقے کو شعور آئے گا تو یہ ضرور انقلاب لائیں گے۔ یہ چوریاں، ڈکیتیاں بھوکے لوگ کر رہے ہیں۔ اس کے بارے میں تو علامہ اقبال نے بھی کہہ دیا تھا کہ:

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی
اُس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

جناب سپیکر! اس غیر منصفانہ نظام اور Feudal System کو ختم کرنا ہو گا۔ میں آخر میں علامہ اقبال کا ایک اور شعر پڑھ کر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ اقبال کہتے ہیں کہ:

آں کلیم بے تجلی آں مسیح بے صلیب
نیست پیغمبر و لیکن در بغل دارد کتاب

جناب سپیکر! یہ سوشلزم ہماری معیشت ہے، یہ جمہوریت ہماری سیاست ہے اور یہ اسلام ہمارا دین ہے۔ اس پر کہاں عمل ہو رہا ہے؟ میں بھی اس ایوان میں یہ بات کہتا ہوں کہ سوشلزم میری معیشت ہے، اسلام میرا دین ہے اور جمہوریت میری سیاست ہے۔ جب تک اس Feudal System اور اس طبقاتی نظام کو ختم نہیں کیا جاتا اُس وقت تک ان 95 فیصد غریب لوگوں کو انصاف نہیں مل سکتا۔ بہت شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: کس بات کا شکریہ؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے مجھے ایک بہت اہم اور نازک مسئلے پر لب کشائی کی اجازت دی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو اجازت کب ملی ہے؟ پہلے آپ میری بات سنیں پھر بات کیجئے گا۔
سید حسن مرتضیٰ: جی، آپ حکم کریں۔
جناب سپیکر: دیکھیں! میں آپ تمام معزز ممبران سے شاہ صاحب کے لئے سفارش کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے law and order پر بحث کرانے میں بہت محنت کی ہے۔ان کی بات سننے کے لئے میں ایوان سے اجازت لوں گا تاکہ ان کو بولنے کا موقع دیا جا سکے۔کیا یہ ٹھیک ہے؟
سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سارے ایوان کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھ پر مہربانی فرمائی ہے۔
جناب سپیکر: انہوں نے تو کوئی جواب ہی نہیں دیا، بہر حال آپ بات کریں اور آپ نے صرف law and order پر بات کرنی ہے۔
سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں law and order پر ہی بات کروں گا لیکن اگر آپ مجھے اسی طرح interrupt کرتے رہیں گے تو پھر وہ تسلسل نہیں رہے گا۔
جناب سپیکر: اگر آپ out of track جائیں گے تو میں interrupt کروں گا۔
سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر میں کوئی اور بات کروں تو آپ مجھے ضرور روکیں۔
جناب سپیکر: آپ وقت کا بھی خیال رکھیں۔
سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جب میری بات ختم ہو جائے گی تو میں خود بیٹھ جاؤں گا۔اس کے بعد سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ میں ایک لمحہ بھی یہاں کھڑا رہوں۔ میں سیاق و سباق سے بات کر رہا تھا کہ تھانہ ہڈیارہ میں جو ناخوشگوار اور المناک واقعہ پیش آیا اس پر وزیر قانون نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہم قانون کو ہاتھ میں لینے والوں کے لئے کیسے ہمدردانہ غور کر سکتے ہیں یا ان کے لئے کیسے نرم گوشہ رکھ سکتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں میاں رفیق صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ جب تک یہ دُہرا نظام حکومت ختم نہیں ہو گا اس وقت تک law and order کی صورتحال اس صوبے میں درست نہیں ہو سکتی۔
جناب سپیکر: جی، اجلاس کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں اس ایوان میں بیٹھ کر پنجاب کے لاء اینڈ آرڈر کو درست ثابت کرنے کے لئے دوسرے صوبوں سے موازنہ نہیں کرنا چاہئے۔ ہم پنجاب کی نمائندگی کر رہے ہیں اور میرا خیال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اچھی اچھی تجاویز دے دیں کیونکہ ٹائم بڑا short ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ کوئی تک تو نہیں بنتا؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ ساجدہ میر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں میں آپ کو بعد میں ٹائم دوں گا۔ میں نے شاہ صاحب کو Floor دیا ہوا ہے مجھے پہلے اُن کی بات سننے دیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ اگر ہڑیارہ تھانہ میں ایک واقعہ پیش آتا ہے، ایک ایس ایچ او اپنی ہی گاڑی کے نیچے آ کر کُچلا جاتا ہے تو اُس گاؤں میں دو تین دن تک بجلی، پانی اور کھانا پینا بند کر دیا جاتا ہے، لوگوں کی آمد و رفت روک دی جاتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ہم نے اس پر کمیٹی بنائی ہے، آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ لاء اینڈ آرڈر پر بات کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ بات لاء اینڈ آرڈر پر کر رہا ہوں۔ میں وجوہات بیان کر رہا ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کیوں خراب ہوتی ہے اور لوگ کیوں محرومیوں کا شکار ہوتے ہیں؟ گوجرانوالہ میں چودہ افراد کو قتل کر دیا جاتا ہے، لالہ موسیٰ میں سات افراد کو قتل کر دیا جاتا ہے، وہاں کیا کارروائی ہوتی ہے؟ وزیر اعلیٰ پنجاب فرماتے ہیں کہ میں وزیر اعلیٰ نہیں، خادم اعلیٰ ہوں تو پھر پولیس کو بھی عوام کے آگے جوابدہ ہونا چاہئے۔ پولیس کے اعلیٰ حکام کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ provide services کرنے والا ادارہ ہے، ہم نے لوگوں کی خدمت کرنی ہے۔ جب یہ double standards ہوں گے تو پھر لوگوں میں محرومیاں بھی پیدا ہوں گی، پھر لوگ اپنا حق حاصل کرنے کے لئے بندوق بھی اُٹھائیں گے۔ یہاں پر میرے محنت کش اور میرے مزدور، جس کے خون پسینے سے اس صوبے کی معیشت رواں دواں ہے کو کہا گیا کہ وہ چوریاں اور ڈکیتیاں کر رہے ہیں، میں ان الفاظ کی مذمت کرتا ہوں۔ میرا مزدور، میرا کسان، میرا دہقان محنت تو کر سکتا ہے لیکن اپنی روزی کمانے کے لئے وہ بندوق نہیں اُٹھا سکتا۔ یہاں پر انہوں نے بے روزگاری کا ذکر نہیں کیا جو ہماری بنیادی ضرورت ہے، جو

اس حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کو روزگار فراہم کرے۔اس حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو تعلیم اور صحت کی سہولتیں مہیا کرے۔

جناب سپیکر! میں پوچھتا ہوں کہ جب مال روڈ پر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہوتی ہے، جب یہاں پر جلسے اور جلوس ہوتے ہیں، جب نرسیں یہاں آکر مال روڈ بلاک کرتی ہیں تو کون سی وفاقی حکومت ذمہ دار ہے، یہاں پر بورڈ کے اندر دھاندلیاں کر کے رزلٹ تبدیل کئے جاتے ہیں اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ایک سینئر عہدیدار اس میں ملوث ہوتے ہیں تو اُس میں کون سی وفاقی حکومت ذمہ دار ہوتی ہے تو وہاں پر کس کو ذمہ دار ٹھہرایا جائے؟

جناب سپیکر! یہاں یہ بات بھی کی گئی کہ ان کو اوپر سے اشارہ ہوتا ہے اور یہ اپنی کرپشن اور بے ایمانیاں چھپانے کے لئے یہاں شور شرابہ کرتے ہیں تو آج میڈیا بھی سُن رہا ہے اور پنجاب کی تاریخ بھی لکھی جا رہی ہے۔ میں کسی بھی سیاسی پارٹی سے بالاتر ہو کر یہ عرض کر رہا ہوں کہ پنجاب کے اندر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہو اور میں یہ سوچتا رہوں کہ میری پارٹی کا یہ موقف ہے۔ میں اس پنجاب کا بیٹا ہوں، میں نے اس پنجاب کی پاک سرزمین پر جنم لیا ہے، مجھے اس مٹی سے بھی پیار ہے، میں کسی پارٹی کو نہیں مانتا میرے لئے سب سے پہلے میرا یہ پنجاب خوشحال اور لہلہاتا پنجاب ہے۔ میں آج آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر آپ اس لاء اینڈ آرڈر کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں تو پھر یہ محرومیاں ٹھیک کر دیں۔ آپ دیکھیں کہ اس عوام کے لئے کیا security measures لئے گئے ہیں اور آپ جب آئی جی آفس کی طرف دیکھتے ہیں تو حصار کھڑے کر دیئے گئے ہیں، سڑکیں بلاک کر دی گئی ہیں، کوئی عام آدمی وہاں پر ہمارے ببر شیر پنجاب سے مل نہیں سکتا۔ اگر ہم نے 184۔ارب روپیہ پنجاب پولیس کو بچانے کے لئے دینا ہے تو میں اس سے اختلاف کرتا ہوں اور میں ایسی اسمبلی میں بیٹھنے سے بھی قاصر ہوں کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ ہمارے جسم کے خون کا ایک ایک قطرہ نچوڑ کر آئی جی پنجاب کو protect کیا جا رہا ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ یہاں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال درست ہے۔ میں آج حکومت سے سوال کرتا ہوں کہ جو سکیورٹی آئی جی پنجاب کو حاصل ہے کیا مجھے بھی وہی سکیورٹی حاصل ہو گی، کیا قتل ہونے والے صحافیوں کو بھی یہ سکیورٹی حاصل تھی، کیا مزدوروں اور کسانوں کو بھی یہ سکیورٹی حاصل ہو گی، گوجرانوالہ میں جو چودہ آدمی بے گناہ مار دیئے گئے، لالہ موسیٰ میں جو سات آدمی مار دیئے گئے کیا انہیں بھی یہ security provided تھی اور حکومت نے وہاں پر کیا اقدامات کئے ہیں؟ ہمیں اس دہرے معیار کو چھوڑنا پڑے گا۔ اگر لاہور سے رائے ونڈ تک ڈبل روڈ بن سکتے ہیں تو میرا کیا قصور ہے کہ میرے حلقہ میں سڑکیں ٹوٹی

ہوئی ہوں، میرے حلقہ میں ان ٹوٹی ہوئی سڑکوں پر ہر روز ڈکیتی ہو، اس پنجاب پولیس سے پوچھیں کہ میرے حلقہ کا کرائم ریٹ کیا ان ٹوٹی پھوٹی سڑکوں کی وجہ سے نہیں ہے؟ جہاں پر رات کو مجبوراً گاڑی روکنی پڑتی ہے اور وہیں بیٹھے ہوئے ڈاکو غریب راہگیروں کو لوٹ لیتے ہیں۔ آپ ہماری محرومیوں کو دیکھیں، آپ ہماری اُس دُکھتی رگ پر ہاتھ رکھ کر دیکھیں جن کے آپ نمائندے ہیں۔ ماسوائے لاہور کے کسی جگہ پر امن نہیں ہے، کسی شخص کو کوئی protection نہیں ہے۔ یہاں پر غلط facts and figures بیان کئے جاتے ہیں، یہاں بتایا جاتا ہے کہ یہاں heinous crimes کم ہوئے ہیں۔ محکمہ داخلہ صرف suicidal attacks کو heinous crime سمجھتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے یہاں پر بتائیں کہ ہر گاؤں اور ہر گلی میں ہر روز ڈکیتیاں نہیں ہو رہیں، کیا لاہور جیسے شہر میں ہماری ایم پی اے ساجدہ میر صاحبہ کے گھر ڈکیتی نہیں ہوئی اور کیا یہاں پر ہر روز گاڑیاں نہیں چھینی جا رہیں اور سٹریٹ کرائم کا ریٹ کیا ہے؟ اس پر صرف یہ کہہ دینا کہ گیس اور بجلی کی کمی کی وجہ سے یہ سارا کچھ ہو رہا ہے تو میں ان چیزوں کو نہیں مانتا۔ خدارا ہوش کے ناخن لیں۔

جناب سپیکر: ایوان کی کارروائی کے لئے دس منٹ وقت بڑھایا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے وہ دن آج بھی یاد ہے اور اس ملک کے منتخب وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف صاحب کی وہ clipping آج بھی میری نظر میں ہے۔ میں وہ افسران بھی دیکھ رہا ہوں کیا اس وقت انہیں زبردستی توہین آمیز لہجے میں ملک سے نکلنے پر مجبور نہیں کیا گیا؟ میں اپنے بھائی رانا ثناء اللہ صاحب کو گزارش کرتا ہوں کہ کیا انہیں وہ دن بھول گئے ہیں جب وقت کا ڈکٹیٹر ہم پر ظلم کرتا تھا؟ میری بات کو کسی پارٹی یا گروپ سے منسلک کر کے ضائع نہ کریں۔ میں آج حقیقت بیان کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں صرف ایک پوائنٹ کو clear کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں حسن مرتضیٰ صاحب اور دوسرے دو معزز ممبران نے یہ بات کی ہے کہ:

Government of Pakistan Ministry of Interior National Crisis Management Cell

جس کی پچھلے سال heinous crime کی 9568 figures ہیں، جس میں پنجاب صرف 579 یعنی 6.05 فیصد پر ہے جبکہ سندھ 3292 کے ساتھ 34 فیصد پر، خیبر پختونخواہ 3691 کے ساتھ 38 فیصد پر اور بلوچستان 2006 کے ساتھ 21 فیصد پر ہے۔ انہوں نے یہ کہا کہ یہ تو صرف دہشت گردی کی

figures ہیں۔ نہیں، ایسا نہیں ہے۔ وہاں پر heinous crimes کا ایک criteria ہے وہ جسے اس کے مطابق دیکھتے ہیں۔ میرے پاس 31۔ دسمبر اور یکم جنوری دو دن کے figures ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان دو دنوں کے figures یہ ہیں کہ اس قسم کے heinous crime کی تعداد 52 ہے۔ اس میں پنجاب میں 5، سندھ میں 38، خیبر پختونخواہ میں 3 اور بلوچستان میں 6 ہے۔ پنجاب میں جو پانچ crimes ہیں، انہیں میں پڑھ دیتا ہوں تاکہ وضاحت ہو جائے کہ یہ صرف دہشتگردی کے واقعات نہیں ہیں۔ لاہور میں 31۔ دسمبر 2011 کو محترمہ ساجدہ میر ایم پی اے پاکستان پیپلز پارٹی کی بہن ثناء فاروق کے ساتھ ثریا جبیں پارک میں ڈکیتی کا وقوعہ ہوا۔ یہ کیس بھی اس میں درج ہے یعنی یہ heinous crime ہے۔ یہ صرف دہشتگردی کے کیس نہیں ہیں جس قسم کی بات اس سے پہلے ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ کل محترمہ آمنہ الفت بات کر رہی تھیں تو کورم پوائنٹ آؤٹ ہوا تھا اس لئے میں آج محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کو بولنے کے لئے ٹائم دے رہا ہوں۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔ ہم آپ کے انصاف پر تہہ دل سے مشکور ہیں۔ اس وقت پنجاب اشتہاریوں سے بھرا پڑا ہے۔ آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ ایک سپیشل فورس تیار کی جائے جس کا کام ہی یہ ہو کہ وہ ان اشتہاریوں کو پکڑے۔ ہمارے معاشرے میں اشتہاری آرام سے چھوٹ جاتے ہیں، عدالتوں سے انہیں ریلیف مل جاتا ہے اور وہ پھر سے وارداتیں شروع کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! ٹریفک کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے ایک فورس تیار کی گئی تھی۔ اس وقت وارڈنز بددلی کا شکار ہیں انہیں ریگولر کیا جائے۔ میری تجویز یہ ہے کہ وارڈنز کو ہتھیار دیئے جائیں، ان کی دوبارہ سے ٹریننگ کی جائے تاکہ roads پر ہونے والی وارداتیں جن میں پرس اور موبائل وغیرہ چھیننا شامل ہے، مجھ سے جب میرا موبائل چیئرنگ کراس پر چھینا گیا تھا تو وہاں دو وارڈنز کھڑے دیکھتے رہے اور ڈاکو بھاگ گیا۔ اگر ان خطوط پر ان کی ٹریننگ کی جاتی اور ہتھیار ان کے ہاتھ میں ہوتا تو وہ کبھی بھی اس

ڈاکو کو بھاگنے نہ دیتے۔ ہم نے حالات ٹھیک کرنے ہیں اس لئے میں اس حوالے سے آپ کو تجاویز دے رہی ہوں۔

جناب والا! ہمارے یہاں پولیس کو غصہ غریب عوام پر آتا ہے۔انہیں یہ غصہ جرائم پیشہ اور ڈاکوؤں پر آنا چاہئے اور انہیں پکڑنا چاہئے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ ایک عام طالبعلم یا عام آدمی کو تنگ کرنے کے لئے پکڑیں اس حوالے سے ان کی ٹریننگ ہونی چاہئے۔ جب کسی کے ساتھ بدسلوکی جیسے واقعات ہوتے ہیں تو اس سے لوگ بڑے متنفر ہوتے ہیں۔ میرے ساتھ ایک ایس ایچ او نے بدسلوکی کی تو مجھے معلوم ہے کہ مجھ پر کیا گزری لیکن ایک عام آدمی کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہوگا۔

جناب والا! میری تجویز یہ ہے کہ تھانوں کو جائے تحفظ ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ جو Patrolling Posts بنائی گئیں تھیں انہیں مستحکم کیا جائے۔اگر اس سسٹم کو مضبوط کر دیا جائے تو الگ الگ لیڈروں کی سکیورٹی کی ضرورت نہیں رہے گی جیسے شیخ صاحب نے بتایا کہ اسی فیصد پولیس صرف لیڈروں کی سکیورٹی پر مامور ہے۔اگر پولیس کو اپنا کام کرنے دیا جائے اور Patrolling Posts کو مضبوط اور مستحکم کر دیا جائے تو کوئی ڈکیت، چور اور رہزن ان سے بچ نہ سکے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہاں باتیں بہت ہو چکی ہیں لیکن میری تجویز یہ ہے کہ پولیس اور عوام کو مل کر ایک نیا social structure develop کرنا چاہئے۔ میں VVIPs کی ڈیوٹی کے بارے میں کہوں گی کہ ایلیٹ فورس کے 722 جوان کیا انہی کا تحفظ کرنے کے لئے مامور کئے گئے ہیں؟ آپ انہیں وہاں سے ہٹائیں یا اس قسم کی کوئی نئی فورس ان VVIPs کی سکیورٹی کے لئے تعینات کریں تاکہ لاہور میں پانچ ڈکیتیاں کم ہوں۔اس کے علاوہ جو جتنا جرم کرتا ہے اسے اتنی سزا ملنی چاہئے، پولیس کو بھی ایف آئی آر صحیح وقت پر کاٹنی چاہئے۔ پچھلے دنوں یہ بات بھی سامنے آئی کہ لاہور کو منشیات سے پاک کیا جائے گا لیکن لاہور منشیات سے پاک نہیں ہوا۔ میں سمجھتی ہوں کہ پولیس رشوت لینا چھوڑ دے تو لوگ جرم کرنا چھوڑ دیں گے۔ پولیس کو بھی اس قسم کی ٹریننگ دی جائے۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ کہ جو لوگ ڈاکوؤں کے پیچھے جاتے ہیں اُن کا ریکارڈ نکلوائیں کیونکہ وہ اتنے بڑے جرم کرتے ہیں اور لوگوں کے گھر لوٹتے ہیں اس لئے پتا کریں کہ ان ڈاکوؤں کی پیروی کون کرتا ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ جب ڈاکوؤں کو سزا ملے گی، ان کی پیروی کرنے والوں کے خلاف قانون بنایا جائے گا تو کوئی ڈکیتی نہیں کرے گا۔

جناب سپیکر: ایوان کا وقت پانچ منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔ محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ! ہمارے پاس بہت کم وقت ہے کیونکہ لاء منسٹر صاحب نے wind up بھی کرنا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں وقت اور حالات دیکھ رہی ہوں۔ میرے سامنے ہمارے لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جو کبھی اس طرف بھی بیٹھتے تھے۔ ایک دفعہ جب ان کے اوپر تشدد کیا گیا تھا تو پوری پنجاب اسمبلی نے انہیں support کیا تھا لیکن آج بڑے دکھ کی بات ہے کہ اس ملک میں لاء اینڈ آرڈر کی حالت یہ ہے کہ پہلے رات کے وقت ڈاکے پڑتے تھے مگر اب دن دہاڑے لوگوں کو لوٹا جاتا ہے لیکن لاء منسٹر صاحب کے کانوں پر کبھی جوں تک نہیں رینگی۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب شیمپو کا زمانہ ہے اس لئے جوئیں نہیں آتیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں اپنے ضلع کی بات کروں گی کہ میرا ضلع شیخوپورہ پورے پنجاب میں crime میں پہلے نمبر پر ہے۔ پورے پنجاب کے اشتہاریوں کی پناہ گاہ شیخوپورہ ہے۔ آئے دن قتل، چوریاں اور ڈکیتیاں ہوتی ہیں لیکن کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں ہے۔ میں لاء منسٹر صاحب سے پہلے بھی کئی دفعہ عرض کر چکی ہوں کہ کوئی بھی آدمی اس وقت تک جرم نہیں کرتا جب تک اُس کی پشت پناہی پولیس نہ کرتی ہو۔ میں نے لاء منسٹر صاحب کو کئی دفعہ ضلع شیخوپورہ میں ایک grand operation کے لئے کہا جہاں پر قتل کے علاوہ منشیات سے لے کر دنیا کا ہر برا کام ہوتا ہے لیکن منسٹر صاحب نے کبھی بھی اس پر غور نہیں کیا۔ کاش یہ کبھی اُس وقت کو یاد کر لیتے جب اُن کے اوپر تھوڑی سی زیادتی ہوئی تھی تو پورا ایوان ان کے ساتھ کھڑا تھا۔ میں ان سے کہوں گی کہ ہمیں ہمیشہ وقت کو یاد رکھنا چاہئے۔ اگر آج یہ کرسی آپ کے پاس چلی گئی ہے تو پھر کبھی اس طرف بھی آپ نے آنا ہے اس لئے ہمیشہ انصاف کا دامن ہاتھ میں پکڑنا چاہئے۔ جس طرح ملک میں امن عامہ کی صورتحال ہے، اغواء برائے تاوان ہے، ڈکیتیاں ہو رہی ہیں اور کھلے عام جرم کئے جا رہے ہیں مگر ان پر بالکل بھی غور نہیں کیا جا رہا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! مجھے بھی بولنے کے لئے وقت دیا جائے۔

جناب سپیکر: وقت نہیں ہے۔ آپ خود بول لیں یا منسٹر صاحب کو wind up کرنے دیں۔ آپ ٹائم تو دیکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! جن لوگوں کا لسٹ میں نام نہیں تھا آپ نے اُن کو بھی ٹائم دیا ہے۔

جناب سپیکر: کون کہہ رہا ہے کہ نام نہیں تھا؟ یہ لسٹ میرے پاس ہے لہذا ایسی بات نہ کیا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میرا نام لسٹ میں تھا۔

جناب سپیکر: جی، رانا محمد ارشد صاحب! اب آپ بولیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! مجھے صرف یہ بات عرض کرنی ہے کہ بات کرنا تو بڑا آسان ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے اُن کو کچھ نہیں کہنا اور صرف میرے ساتھ بات کرنی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں نے کچھ نہیں کہنا۔ میں صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ بات کرنا بڑا آسان ہے لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ این آر او پر دستخط کر کے ایک ڈکیت کے رُوپ میں ملک کے اندر قبضہ کرنا اور اُس کے بعد پاکستان کے قومی اداروں کو لوٹنا کون سی جرات ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ انہیں اب ایسے ہی ٹائم دے رہے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اِن کو ٹائم دینا غلط ہے۔ (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ڈاکوؤں کے سرپرست تو یہ ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کیا بات کر رہے ہیں؟ ایسی باتیں نہیں کرتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اسلام آباد میں بہت بڑے ایوان صدر میں بیٹھ کر ڈاکوؤں کی سرپرستی کرنے والے، صوبہ بلوچستان میں اکبر بگٹی کے قاتل، قومی ڈاکو سوئس بنک میں رقم رکھنے والے، حاجیوں کو لوٹنے والے، پاکستان کے اندر اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے بجلی کی لوڈ شیڈنگ اور سوئی گیس کی لوڈ شیڈنگ کرنے والے اب یہ کہتے ہیں کہ ہم پاکستان کے اندر کسی کو تسلیم نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ بات نہ کریں۔ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ان کے خلاف میمو گیٹ سامنے آیا۔

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔I will call Law Minister to wind up

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! انہوں نے پاکستان کے اندر جو کچھ کیا ہے یہ رینٹل پاور پراجیکٹ میں اربوں ڈالر کے ڈاکو ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! آج میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آصف علی زرداری سب سے بڑا ڈاکو ہے اور ڈاکوؤں کو ہم اس طرح نہیں چھوڑیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ بیٹھ جائیں اور ذاتیات پر بات نہ کریں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ Order in the House رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب! اب آپ wind up کریں۔ ایوان کا وقت پانچ منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ وقت ضائع کر رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس معزز ایوان میں جن معزز ممبران بھائیوں اور بہنوں نے لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرتے ہوئے جو تجاویز دی ہیں، میں آپ کی وساطت سے انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اُن کی تمام تجاویز پر پوری commitment کے ساتھ غور کیا جائے گا اور حکومت پنجاب اور پولیس اپنی کارکردگی کو بڑھانے کے لئے اس معزز ایوان میں دی گئی تجاویز سے رہنمائی حاصل کرے گی۔ ساتھ ہی ساتھ جو معزز ممبران وقت کی کمی کے پیش نظر بات نہیں کر سکے میری ان سے یہ گزارش ہے کہ وہ تحریری طور پر اپنی تجاویز جمع کرا دیں ہم اُن سے بھی استفادہ کریں گے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 9۔جنوری 2012 سہ پہر 3 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔